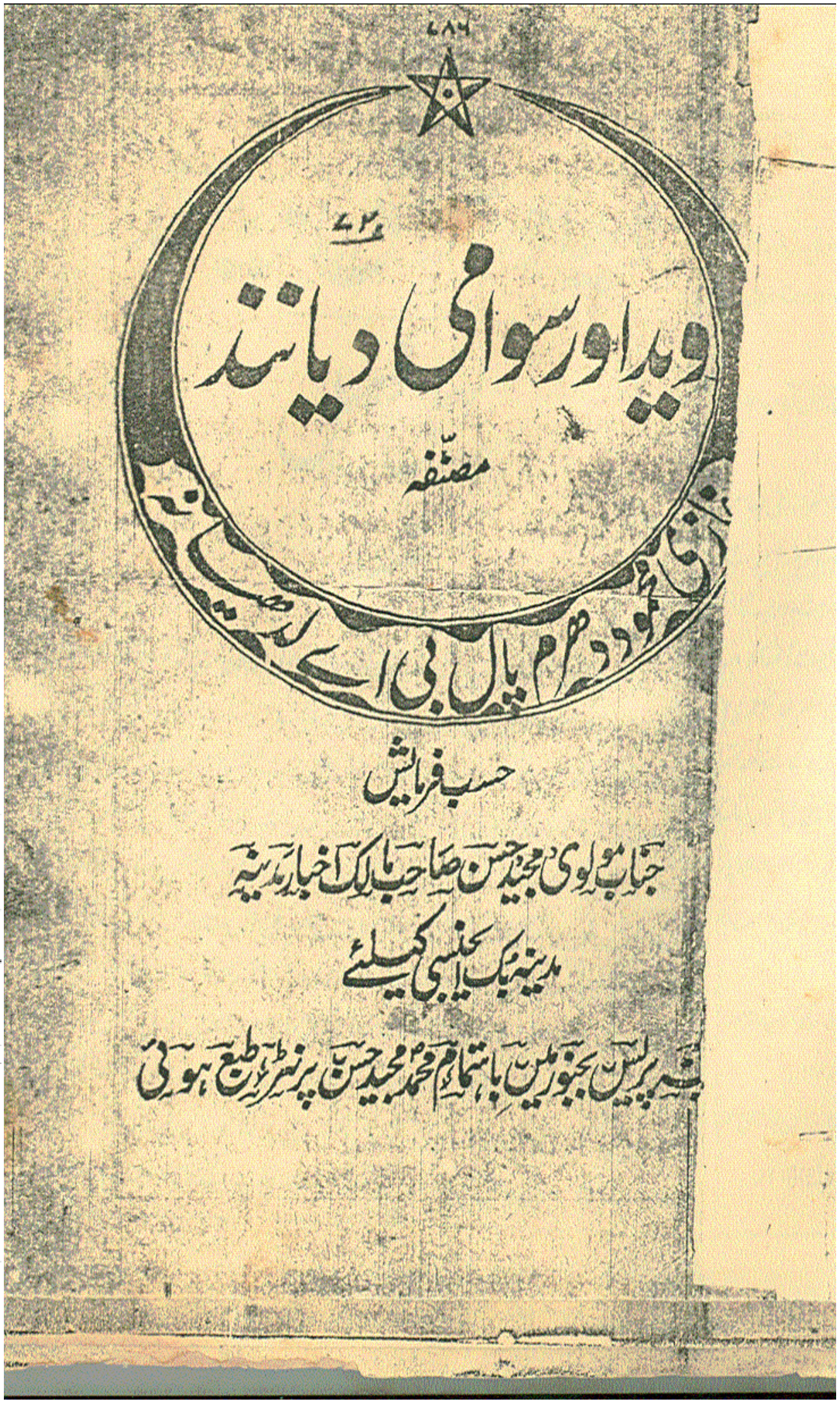

غازی محمودی دھرم پال جو اسلام کے خلاف کئی کتابوں کے مصنف تھے اُن کو کئی کتابوں کے اسلامی اسکالروں نے جواب بھی دیے تھے، بعد میں آپ اسلام کی سچائی کو مان کر مسلمان ہوئے اور اسلام کو اپنی کئی تصنیف سے تقویت بخشی۔

کتاب ''ویداورسوامی دیانند'' میں

پہلی فصل: تمہید: ویداورسوامی دیانند، ص ۱
دوسری فصل: سوامی دیانند کے قدموں میں، صفحہ ۱۱
تیسری فصل: سوامی دیانند اور اُن کا معیار۔ صفحہ ۱۶
چوتھی فصل: سوامی دیانند اور وید۔ صفحہ ۲۵
پانچویں فصل: وید اور عالمگیر شانتی۔ صفحہ ۴۴
چھٹی فصل: ویدوں پر ایمان کی بنیاد کی کمزوری، صفحہ ۶۷
ساتویں فصل: چوبیسواں ادھیائے (یجر وید کے ۲۴ ویں ادھیائے کی تفسیر کرنے میں دیانند جی بے بس)۔ صفحہ ۲۷

مختصر فہرست کتب مدینہ بک ایجنسی بجنور

احکام حج حال ہی میں مدینہ بک ایجنسی نے یہ کتاب احکام حج تیار کی ہے اردو میں اگرچہ اس موضوع پر سینکڑوں کتابیں اور سفرنامے لکھے گئے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ احکام حج سے بہتر جامع اور مختصر کتاب آجتک کوئی نہیں لکھی گئی آپ اس کتاب کو فوراً طلب فرمائیں گھر سے روانہ ہو کر واپسی تک یہ کتاب آپ کی بہترین رہنما ثابت ہوگی ضخامت تقریباً ۵۰۰ صفحات اور چھوٹی تقطیع قیمت قسم اول عمدہ کاغذ مجلد عہ قسم دوم معمولی کاغذ مجلد عہ غیر مجلد قسم اول عہ قسم دوم غیر مجلد عہ

نماز اس کتاب میں نماز کے مسائل، نماز پڑھنے کی ترکیب اور فرض و سنت و نفل نمازوں کا بیان اس خوبی سے سلیس اردو میں لکھا گیا ہے کہ معمولی لکھا پڑھا آدمی آسانی سے سمجھ لیتا ہے۔ قیمت قسم اول عہ قسم دوم عہ

انقلاب عثمانی سلطان عبدالحمید خاں کے عزل کی تاریخی داستان حکومت کو الٹ دینے کی تدابیر ظالم حکمرانوں کے استیصال کے طریقے قیمت ۱۲

اغلاط العوام عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں ان کا بیان قیمت ایک آنہ (۱ر)

اصلاح الرسوم پیدائش سے لیکر وفات تک جس قدر رسوم ہندوستان کے مسلمانوں میں ہندوؤں کے میل جول سے پیدا ہوگئی ہیں۔ ان کا مفصل بیان ان کے نقصانات قیمت سات آنہ (۷ر)

احکام موتی تجہیز و تکفین موتی کے مسائل اس کتاب میں نہایت جامعیت اور وضاحت سے لکھے گئے ہیں۔ قیمت ۵ر

شرح کنز المخفی تصوف کی بےمثل کتاب جام جم کی شرح۔ قیمت آٹھ آنہ (۸ر)

اعمال قرآنی حضرت مولانا اشرف علی صاحب مقبول عام کتاب جسکو مکمل کر کے مدینہ پریس نے اہتمام سے چھاپا ہے قرآن و حدیث اور بزرگان اعمال مجربہ کا قابل دید ذخیرہ۔ قیمت آٹھ آنہ ۸ر

آغاز اسلام آنحضرت صلعم کی مختصر سوانح عمری جو مولانا شبلی نے عورتوں اور بچوں کے لئے لکھی تھی

اورنگ زیب عالمگیر مولانا شبلی کی مشہور کتاب جو حال میں مدینہ پریس نے خاص اہتمام سے چھاپا ہے قیمت

آواگون تور تناسخ کے مسئلہ پر غازی محمود کا وید فیصلہ۔ قیمت ۶ر

آداب معاشرت معاشرت کے آداب از مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قیمت ۳ر

بت شکن بت پرستی کی تردید میں غازی محمود دھرم پال کی زبردست تقریر۔ قیمت ۶ر

(تمام کتابیں ملنے کا پتہ:۔ منیجر مدینہ بک ایجنسی بجنور یو۔پی)

وید اور سوامی دیانند

پہلی فصل

تمہید

دوستو! میں آج جس مضمون پر آپ کے سامنے بولنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وید خدا کا کلام نہیں ہے۔ میں صاف الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایک عرصہ تک میرا یہ دلی اعتقاد رہا ہے کہ وید خدا کا کلام ہے۔ لیکن اب میرا یہ اعتقاد نہیں ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں آپ کے سامنے اپنے اس اعتقاد کی تبدیلی کا ذکر کروں میں اس بات کا اقرار کر لینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں ان متعصب انسانوں میں سے نہیں ہوں جو کسی بات پر محض ضد سے اڑے رہتے ہوں۔ بلکہ میں حق و حقانیت کا طالب ہوں اور میں صدق دل سے اس اصول کا پابند ہوں کہ انسان کو سچائی کے قبول کرنے اور جھوٹ کے ترک کرنے کیلئے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے۔ اگر ان اصحاب میں سے جو کہ ویدوں کو ابھی تک خدا کا کلام مان رہے ہیں۔ کوئی شخص دلائل و واقعات کی بنا پر اس بات کو ثابت کر دے اور مجھے قائل کر دے کہ ویدوں کو خدا کا کلام نہ ماننا میری غلطی ہے تو میں فوراً اپنی غلطی کی اصلاح کر لونگا میری یہ پوزیشن ایسی معقول ہے جو کہ دنیا میں ہر ایک، حق پسند اختیار کرتا چلا آیا ہے۔ یورپ کے موجودہ زمانہ کی فلاسفرو

کے سر کچ مسٹر ہربرٹ سپنسر کا مقولہ ہے کہ محقق شخص کو فتح پانے کی نسبت صداقت کو مدنظر
چاہئے اور صداقت کی جانچ کے لئے لازمی ہے کہ انسان ان تعصبات یا جذبات سے آزاد
ہو جائے جو زمین کے خاص حصے۔ نسل یا پیدائش کی بنا پر انسانوں کو قید کئے ہوئے
اور کہ ان کو ہمیشہ یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ دنیا میں کوئی مذہبی عقیدہ یا کوئی مذہبی کتاب محض
اس لئے سچے نہیں کہے جا سکتے کہ وہ بہت پرانے ہیں نہ ہی کسی مذہب یا کتاب کو اس کے
ہونے کی وجہ سے جھوٹا کہا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس بعض اوقات یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ
زندگی کے راستے میں جہاں پرانی کتابیں بطور مٹی کے چراغوں کے رہنمائی کا کام کرتی ہیں۔
کے مقابلہ میں بعض زمانہ بعد کی کتابیں بطور بجلی کی روشنی کے ہماری زندگی کے راستہ کو روشن
کرتیں اور ہمکو راحت بخشتی ہیں۔ مگر مٹی کے چراغ کو محض اسلئے ہاتھ میں پکڑے رکھنا کہ یہ ہمارے
باپ دادا یا ہماری نسل یا ہمارے ملک کا قدیمی چراغ ہے اور اس کے مقابلہ میں بجلی کے لیمپ سے
فائدہ اٹھانے سے انکار کر دینا ملکی نسلی یا پیدائشی تعصب ہے جس سے آزاد ہونے کیلئے مسٹر ہربرٹ
سپنسر نے ہر ایک محقق کو نصیحت کی ہے۔ میں ملکی تعصب کا قائل نہیں ہوں میں نسلی یا پیدائشی
تعصب کا بھی غلام نہیں ہوں۔ اگرچہ اُن لوگوں کی طرف سے جو ویدوں کو خدا کا کلام مانتے ہیں
میرے ویدوں کے کلام الہٰی ہونے سے انکار کرنے پر مجھ پر پیدائشی تعصب کا الزام لگایا گیا اور
لگایا جا رہا ہے لیکن وہ اس بات کو ایک منٹ کیلئے بھی سوچنے کے واسطے تیار نہیں ہوتے کہ اگر
میں اس قسم کے تعصبات کا شکار ہوتا تو میں دیگر مذاہب کے برخلاف ایک لفظ بھی نہ لکھ سکتا۔
لیکن میرے اس قسم کے دوست جبکہ میں دیگر مذاہب کے برخلاف دھواں دھار تحریریں نکال
رہا تھا میری تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے اور مجھے حق و حقانیت کی زندہ مثال بتاتے
تھے اگر میں اسوقت حق و حقانیت کا طالب تھا تو اب میں جھوٹ اور باطل پرستی کا طالب نہیں کہا
جا سکتا۔ محقق انسان نشو و نما پانیوالے بچے کی مانند ہوتے ہیں جسطرح بچے کے وہ کپڑے جو کہ وہ پانچ سال
کی عمر میں پہنتا تھا پندرہ سال کی عمر میں اسکے لئے چھوٹے ہو جاتے ہیں اسیطرح محقق انسانوں کے
پہلے خیالات تازہ واقعات تجربات اور مشاہدات کی بنا پر زیادہ سے زیادہ وسعت پذیر ہو جاتے ہیں اگر
آپ کا کوئی رشتہ دار یا عزیز آپ کے پاس آپکے بچپن کا کوئی پھٹا پرانا کرتا یا پاجامہ جو دو تین

بالشت سے زیادہ لمبا نہیں ہوگا۔ لاکر آپ سے یہ کہے کہ تم کیسے نادان ہو جو اس پہلے کرتہ اور پاجامہ
کو چھوڑ کر آج اتنے لمبے لمبے کرتے اور پاجامے پہن رہے ہو۔ تم ان نئے کرتوں اور پاجاموں کو اتار
کر وہی پرانا اور پاجامہ پہنو جو کہ تم کو تمہارے والدین نے دو تین سال کی عمر میں پہنایا تھا
تو آپ اس رشتہ دار یا عزیز کی اس بات پر ہنس دیں گے۔ تعجب نہیں کہ آپ اسکو بیوقوف بھی
کہیں کیونکہ بچپن کا دو بالشت لمبا پاجامہ اب تمہارے تنگ کو ڈھانپنے کے لئے کافی نہیں
ہو سکتا جب کہ آپکو گز بھر لمبے پاجامے یا کئی گز لمبے تہ بند یا دھوتی کی ضرورت ہے۔ آپ اپنے
عزیزوں کو غالباً یہی جواب دیں گے کہ اگر آپ پسند کرتے ہیں کہ میں پرانے کرتے کو ضرور
پہنوں تو برائے خدا اس کو اتنا کشادہ کر دو یا مجھے اجازت دو کہ میں اس کو اتنا کشادہ کر لوں
کہ یہ میرے بدن پر فٹ آ جائے۔ لیکن اگر وہ عزیز اور آشنا ان دونوں باتوں میں سے ایک کو
بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے تو آپکا فرض ہونا چاہئے کہ آپ اسکو دور پھینک دیں۔ اور
اس کو پہننے سے قطعی انکار کر دیں۔ آپ اس کو پھینک دینے کی بنا پر ملزم یا بیوقوف نہیں گردانے
جا سکتے۔ بلکہ ملزم یا بیوقوف وہ شخص ہے جو آپ سے اصرار کرتا ہے کہ آپ اسی پرانے کرتے کو
پہنیں۔ جب دو بالشت کپڑے کی بابت انسانوں کا یہ حال ہے تو یہ کس قدر ظلم اور اندھیر
کی بات ہے کہ کسی محقق انسان کے خیالات کی وسعت کو دیکھ کر اس پر یہ فتویٰ پاس کیا جائے
کہ چونکہ اس نے پہلے خیالات کو ترک کر دیا ہے اسلئے وہ گمراہ یا ناداں ہے اور اس کی گمراہی
یا نادانی کو دلائل سے ثابت نہ کیا جاوے۔ وہ لوگ جو ویدوں کو خدا کا کلام مانتے ہیں۔ وہ
میرے خیالات کی وسعت یا آزادی پر بعینہ اسی قسم کا فتویٰ پاس کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں
کہ آج سے نو سال پیشتر تم نے ویدوں کو خدا کا کلام تسلیم کیا تھا تم کیسے گمراہ ہو جو آج تم اس
پرانے کرتے کو جو خداوند قدوس نے انسان کے بچپن کے اولین حصے میں تیار کیا تھا پہننے
سے انکار کرتے ہو۔ مگر میں کہتا ہوں کہ میں اب بلند قد ہو گیا ہوں۔ اب یہ انسانی بچپن کا کرتہ
میرے ننگ کو ڈھانپ نہیں سکتا بلکہ جس طرح کسی زمانے میں یہ کرتہ میرے دل اور دماغ
کے لئے راحت بخش تھا کیونکہ یہ اس وقت میرے عین فٹ آتا تھا اسیطرح اب یہ فٹ نہ ہونے
کے باعث میرے دل اور دماغ کے لئے تکلیف دہ ہو رہا ہے۔ اسلئے کہ یہ بہت تنگ ہے اور

میں زیادہ نشوونما پا گیا ہوں جب میں یہ جواب دیتا ہوں تو مجھے طعنہ دیا جاتا ہے کہ ہمارے
رشی منی دس کرتے کو پہنتے اور اس کو خدا کا کلام مانتے چلے آئے ہیں لیکن تم کیا ان سے بڑھ
جو ایسی باتیں بناتے ہو مجھے یہ طعنہ معقول معلوم نہیں ہوتا جبکہ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ
رشی منی جنگلوں میں رہنے کے باعث یا تو اپنے ننگ کو ڈھانکنے کی چنداں ضرورت نہیں سمجھ
کرتے تھے یا دو بالشت بھر لنگوٹی یا بھوج پتر سے ہی آگا پیچھا ڈھانک کر گزارہ کر لیتے تھے۔ لیکن
کوئی معقولیت نہیں ہے کہ چونکہ پرانے رشی منی ایسا کرتے تھے اسلئے میں بھی آج بالشت بھر لنگو
یا بھوج پتر کو آگے پیچھے ٹانک کر گھومتا پھروں۔ اگر رشی منی ویدوں کو خدا کا کلام مانتے تھے تو
ملکی نسلی یا پیدائشی تعصبات کی بنا پر ایسا ماننے کے لئے مجبور تھے۔ جبکہ وہ حق و حقانیت کی تلا
کے لئے اس اعلیٰ معیار سے عاری تھے جو کہ مسٹر ہربرٹ سپنسر کے الفاظ میں دکھایا جا چکا ہے۔
کے برعکس جو محقق ملکی نسلی یا پیدائشی تعصبات سے آزاد تھے، انھوں نے ویدوں کو خدا کا ک
ماننے سے انکار کر دیا۔ بودھ، جینی اور چارواک کے محقق وسطی زمانہ کی زندہ شہادت ہیں۔ او
برہمو سماج ویدونکی کلام الٰہی نہ ہونے کے بارے میں زمانہ حال کا ایک زندہ اور زبردست پروٹسٹ
ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ ویدوں کو خدا کا کلام ماننے والوں کی طرف سے بودھوں
جینیوں اور چارواک کے محققوں پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ واہ مارگی تھے حالانکہ یہ الزا
کوئی بنیاد نہیں رکھتا لیکن اگر ایک منٹ کیلئے اس الزام کی صداقت کو تسلیم بھی کر لیا جائے
تو برہمو سماج کے محققین کو اسی الزام سے رد کرنے کی کوشش کرنا یقیناً اپنے آپ کو قانون کی
زبردست زنجیروں سے جکڑنا ہے جبکہ امر واقعہ یہ ہو کہ برہمو سماج کے اس قسم کے تمام محقق ان
عیوب سے پاک تھے جو کہ واہ مارگیوں کی طرف منسوب کئے گئے ہیں اور وہ اعلیٰ درجہ کی مذہبی اخلاقی
اور مجلسی زندگی کا نمونہ تھے۔ میرے اس بیان سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہئے کہ میں بودھ، جینی
چارواک یا برہمو سماجی ہوں میرا ان سوسائٹیوں سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ میرا مطلب اس
بات پر روشنی ڈالنے سے ہے کہ جن لوگوں نے ملکی نسلی یا پیدائشی تعصبات سے آزاد ہو کر ویدوں
کا مطالعہ کیا ہے انھوں نے اُن کو خدا کا کلام تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ مگر ویدونکو خدا کا کلام
ماننے والوں کی طرف سے پھر آواز آتی ہے کہ جن لوگوں کو تم محقق کہتے ہو وہ درحقیقت محقق نہیں

تھے اور کہ انھوں نے ویدوں سے لاعلمی کی وجہ سے منہ پھیر لیا۔ اگر تم ویدوں کے بارے میں صحیح
صحیح روشنی حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم کو اس شخص کی بات پر اعتبار کرنا چاہئے جو کہ ویدوں کا محقق
اور سکالر ہو۔ اگرچہ میں اس بات کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں کہ بودھ، چارواک، جین اور
برہمو محققوں کو محققین کے زمرہ سے خارج کر دیا جائے۔ لیکن حق و حقانیت کا پتہ لگانے کے لئے
مجھے ایک منٹ کیلئے یہ مان لینا چاہئے کہ وہ ویدوں کے محقق نہیں تھے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے
کہ تم ویدوں کا محقق یا سکالر کس کو کہتے ہو۔ میرے کان میں آواز آتی ہے کہ ویدوں کا سب سے بڑا
سکالر اور محقق سوامی دیانند تھا۔ اب مجھے اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ سوامی دیانند جیسا ویدونکا
سکالر اور محقق ویدوں کے بارے میں ہمیں کیا خبر لا کر دیتا ہے جب میں سوامی دیانند کی تحقیقات
پر گہری نظر ڈالتا ہوں تو میں اس نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ در اصل سوامی دیانند ویدونکو خدا کا کلام
ماننے میں "دیانتدار" نہیں تھا میرے یہ الفاظ چونکا دینے والے معلوم ہونگے۔ لیکن میں سوامی دیانند
کی ہی تحریر سے اس بات کو ثابت کرونگا۔ پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون کو شروع کروں
ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں یہاں پر سوامی دیانند کے پرانے دوست اور ہندوستان کے
بہی خواہ اور انڈین نیشنل کانگریس کے بانی مبانی مسٹر ہیوم آنجہانی کی اس تحریر کا تھوڑا سا
اقتباس یہاں دے دوں جو کہ مارچ ۱۸۹۳ء کے تھیوسوفسٹ میں شائع ہوئی تھی۔
مسٹر ہیوم آنجہانی لکھتے ہیں۔

ہم سب کو سوامی دیانند کی عزت اور تعریف کرنی چاہئے کیونکہ وہ ایک بڑا بھدر پرش
اور بلند خیال تھا لیکن حق و حقانیت کے ان تمام عاشقونکو جنھوں نے کہ اپنے آپکو
پروہتوں کی غلامی سے آزاد کر لیا ہے یہ سن کر سخت دکھ ہو گا کہ سوامی دیانند نے ایک
ایسی سوسائٹی قائم کی ہے جو کہ ویدوں کے نوشتونکو منزہ من الخطا مانتی ہے۔ ان تمام
غلط عقائد میں سے جنھوں نے کہ بد قسمت انسانی دنیا میں لعنت کی بارش کی ہے کوئی
عقیدہ ایسے خطرناک نتائج کا پیدا کرنیوالا ثابت نہیں ہوا جسقدر کہ مذہبی کتابونکو منزہ
من الخطا ماننے کا نہایت ہی قابل نفرت اور پُرفریب عقیدہ ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے
کہ سچائی کے تمام عاشقونکو اس عقیدے کی بڑی شد و مد سے مخالفت کرنی چاہئے۔

یہ عقیدہ ایک ایسی شرارت کی زمین ہے کہ جسمیں سے پروہتوں کی وہ خوفناک اور زہریلی جماعت پیدا ہوتی رہی ہے جس نے کہ انسانی تواریخ کے ہر ایک ورق کو تباہی تنزل مصیبت آگ اور خون سے رنگ چھوڑا ہے اسلئے اس خطرناک عقیدے کو رکھتا ہوا خواہ سوامی دیانند اس سے دس گنا عالم اور نیک دل بھی ہوتا جتنا کہ درحقیقت ہے خواہ اسکے ارادے اس سے سو گنا نیک، اعلیٰ اور بے غرضانہ ہوتے جتنے کہ وہ ہیں پھر بھی یہ ہر ایک ایسے شخص کا خواہ وہ کتنا ہی ادنیٰ اور کم علم ہو مگر جس نے کہ تاریخ کی شہادت سے اس نہایت ہی خوفناک عقیدے کے سخت خطرناک نتائج سے آگاہی حاصل کرلی ہو۔ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ کم از کم اس پہلو میں سوامی دیانند کی بہادرانہ مخالفت کرے جبکہ وہ اس عقیدے کو بطور ایک سند کے ہم پر ٹھونسنے کی کوشش کرتا ہے اور اسکو صاف الفاظ میں بتایا جائے کہ اگرچہ وہ دیگر معاملات میں ایک دیوتا کہا جاسکتا ہے مگر اس عقیدے میں اسکی پوزیشن ایک ایسے غدار کی پوزیشن ہے جو کہ انسانی بہبودی اور صداقت کے حق میں خطرناک غداری کر رہا ہو۔"

یہ الفاظ سخت ہیں لیکن وہ کونسے سخت الفاظ ہو سکتے ہیں جن کے ذریعہ کہ اس عقیدے کو جو کہ بنی نوع انسان کی گزشتہ تواریخ میں تمام لعنتوں سے بڑی لعنت ثابت ہوا ہو گردن زدنی قرار دینے کے لئے استعمال کئے جاسکتے ہیں؟ یہ بات کہ سوامی دیانند نے ویدوں کو منزہ من الخطا ثابت کرنے کی کوشش دیانتداری سے کی ہے۔ اس کی پوزیشن کو بدل نہیں سکتی۔ اس سے اس کی اخلاقی ذمہ واری کا بوجھ ہلکا ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کی مخالفت کرنے اور اس کے اس فعل کی اصلیت کو ظاہر کرنے کا ہمارا جو فرض ہے ہم اس سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اگر بدقسمتی سے کوئی سوامی یہ سمجھ لے کہ دنیا کی تمام بیماریوں کی دوا یہ ہے کہ جتنے دریاؤں اور ندی نالوں تک اس کا ہاتھ پہنچ سکے۔ ان میں وہ مہلک زہر گھول دے اور اپنی حماقت سے یہ سمجھ بیٹھے کہ اس پانی کے استعمال سے تمام انسان بیماری سے شفا پا جائیں گے حالانکہ تاریخ شہادت دیتی ہو کہ وہ زہر بنی نوع انسان کے لئے نہایت ہی مہلک ثابت ہو چکا ہے۔ اس صورت میں اس سوامی کے ایسے خطرناک فعل پر جتنے بھی سخت سے سخت الفاظ میں جھاڑا جائے۔ اور لوگوں کو اس کا شکار بننے سے آگاہ کیا

ے اتنا ہی کم ہوگا۔ ایسی صورت میں اگر ایک شخص جو خواہ کتنا ہی حقیر اور بے بضاعت ہو یہ ر کر کہ اتنے بڑے عالم اور نیک دل شخص نے یہ کیسی خطرناک حرکت کی ہے اپنے ہم جنسوں کو ں زہر کے پیالہ سے دور رکھنے کے لئے آگاہ کرنیکا کام کرے تو اس پر کوئی الزام نہیں لگ سکتا کیونکہ دنیا میں عالم جمادات، عالم نباتات اور عالم حیوانات کا کہ تمام زہروں سے بڑھکر ی نوع انسان کو ہلاک کیا ہے۔ دنیا میں جس قدر خوفناک جنگ ہوئے جس قدر عذاب پایا ئے گئے جس قدر مذہب کے نام پر قتل و خون ہوئے۔ اُن میں سے نصف سے زیادہ اس غلط عقیدے کی بنا پر برپا ہوئے اور اس تمام کشت و خون نے زمین کے بہشتی چہرے کو جہنم یں تبدیل کردیا۔ اس لئے اگرچہ میں اس انگورستان کا ایک معمولی مزدور ہوں اور اگرچہ میں سوامی دیانند کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے بھی لائق خیال نہ کیا جاؤں۔ مگر میں اس زہریلے اور خوفناک عقیدے کے برخلاف جو کہ سوامی دیانند نے بطور بنیادی اصول کے اپنی سوسائٹی میں داخل یا ہے اپنی کمزور آواز اٹھانے سے نہیں رہ سکتا۔ آؤ! ذرا واضح طور سے ہم اس بات پر وچار ریں کہ ویدوں کو منزہ من الخطا ماننے کا کیا مطلب ہے۔ ویدوں کو منزہ من الخطا ماننے کا یہ طلب ہے کہ اس پروہت کو بھی جو کہ ان کی چابی اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور جس کے قول کی عام آدمی پیروی کرتے ہیں منزہ من الخطا تسلیم کیا جائے۔ چنانچہ گزشتہ تاریخ اس کی شاہد ہے اور موجودہ زمانہ میں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں کہ کوئی مقدس کتاب خواہ کتنے ہی صاف الفاظ میں کیوں نہ لکھی ہوئی ہو۔ اس میں کچھ نہ کچھ ایسے فقرات ضرور ملیں گے جن کے کہ دو طرح پر معنی کئے جاسکتے ہوں۔ اس طرح پروہت کو موقع مل جاتا ہے کہ وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ دونوں میں سے کن معنوں کو ٹھیک تسلیم کیا جائے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ کتب مقدسہ کا زیادہ حصہ ایسا ہوتا ہے جو کہ واضح نہیں ہوتا۔ ان میں سے بہت سی کتابوں کی زبان پیشتر اس کے کہ ان کو منزہ من الخطا تسلیم کیا جائے مر چکتی ہے یعنی وہ نہ بولی جاتی ہے۔ نہ سمجھی جاتی ہے اور بار بار کے الٹ پھیر سے ان میں اکثر پاٹھ بھید اور ملاوٹ آجاتی ہے۔ اور انمیں متضاد بیانات پائے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ شک پیدا ہو جاتا ہے کہ کونسا حصہ اصلی اور کونسا بعد کی ملاوٹ ہے۔ اگر یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ کسی بہت دور کے زمانہ سابقہ میں کسی کتاب کو کوئی

خاص پروہت یا پروہتوں کی جماعت یا کوئی سوسائٹی یا چرچ منزہ من الخطا مانتی تھی تو
یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ ما بعد کے لوگ بھی اسکو ویسا ہی مانیں۔ اسلیے جو آدمی ان تمام حالات
واقعات پر غور کرتے ہیں وہ اس بات کو تسلیم کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتے کہ کسی مقدس کتاب
کو منزہ من الخطا ماننے کا یہ مطلب ہے کہ پروہت کلاس کو لوگوں کی روح پر ظلم و جبر سے اقتدار
حاصل رہے اور جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اگرچہ پروہت کلاس میں
بڑے بڑے عالم متقی، پرہیزگار، سادھو سنت بھی ہوتے رہے ہیں۔ لیکن بنی نوع انسان پر جس
تباہی اس گروہ نے برپا کی ہے۔ اسکا نصف بھی بڑی سے بڑی وبا اور دیگر بلاکتوں سے نہیں
آئی اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ کوئی کتاب شروع میں منزہ من الخطا مانی جاتی تھی تو موجودہ زمانہ
میں اس کے منزہ من الخطا ہونے کا وعظ کرنا محض شرارت ہے۔ اول تو اس لئے کہ تجربہ نے
ایسے غلط عقیدے کے پرچار کے خطرناک نتائج کو دنیا پر ظاہر کر دیا ہے۔ دوسرے کوئی بھی دیانتدار
عالم شخص اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ دو ہزار سال پہلے کسی کتاب کا اصلی مضمون کیا تھا
یا اس مضمون کا اصلی مفہوم کیا تھا۔ اس لئے اگر سوامی دیانند یہ وعظ کر رہا ہے کہ ویدونکا الہام
منزہ من الخطا ہے تو اس کا مقصد خواہ کیسا ہی اعلیٰ ہو لیکن پھر بھی یہی کہا جائیگا کہ وہ
ایک شرارت پھیلا رہا ہے اور وہ از سر نو بنی نوع انسان کے ہاتھ پاؤں میں وہ زنگ خوردہ پرانی
ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈال رہا ہے جن کے ذریعہ سے پروہت کلاس نے بنی نوع انسان کو ایک
مدت سے جکڑ رکھا تھا اور جو بیڑیاں کہ اب ڈھیلی ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ میں نے جہاں تک ویدوں
کے منتروں اور ان کے تراجم کو جو کہ یورپین عالموں اور ہندوستانی پنڈتوں نے کئے ہیں
پڑھا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان میں اکثر مقامات پر کھینچ تان سے کام لیا گیا ہے لیکن
اگر میں اس بات کو تسلیم کر لوں کہ سوامی دیانند ویدوں کا جو ترجمہ کر رہا ہے وہ منزہ من الخطا
ہے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ خدا کے ساتھ جو اس کے نزدیک ویدوں کے الہام کا منبع ہے
برابری کا دعویٰ کرتا ہے۔ یا وہ اس منبع سے تازہ الہام پانے کا جس کے ذریعہ کہ وہ منزہ من
الخطا ترجمہ کر رہا ہے۔ مدعی ہے۔ میں بالکل نڈر ہو کر اس کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ یا تو ویدوں
کے منزہ من الخطا ہونے کے بڑے عقیدے کو ٹھیک ثابت کرے یا وہ اس بات کا ثبوت

دے کہ وہ خود بھی ملہم ہے۔

میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے سوامی دیانند کی علمیت پر کوئی اعتراض
نہیں ہے۔ ممکن ہے وہ اس زمانہ میں ویدونکا سب سے بڑا عالم ہو یا نہ ہو۔ لیکن اگر وہ خود
ملہم نہیں ہے تو اس کا ویدوں کا بھاشیہ محض اُس کی اپنی ذاتی رائے ہو سکتی ہے جو کہ ممکن ہے
درست ہو اور ممکن ہے غلط ہو۔ لازمی تو یہی ہے کہ اس میں دیگر انسانی مصنفوں کی طرح بہت
سی غلطیاں ہوں اور کسی انسان کی رائے پر یونہی منزہ من الخطا ہونے کی مہر لگا دینا میرے
نزدیک محض کفر ہے۔ لیکن اگر سوامی دیانند تازہ الہام کا مدعی ہے تو اس کے پاس اس دعوے
کا کیا ثبوت ہے۔ اس نے کونسا عظیم الشان کام کر کے دکھایا ہے۔ اس نے اس بات کی کیا
شہادت پیش کی ہے۔ کہ وہ جو کچھ بول رہا ہے وہ خدا کی خالص آواز ہے اور کہ اُس میں کسی
دوسری آسمانی یا زمینی آواز کی ملاوٹ نہیں ہے۔ اس جیسے بہت سے عالم اور نیک انسان
بھی موجود ہیں جو کہ اس کے بھاشیہ کے بہت سے حصے کو محض غلط قرار دیتے ہیں۔ اس کے
پاس کیا وجہ ہے کہ ہم ان عالموں کے خیالات پر اسکو ترجیح دیں،،(تھیوسوفسٹ مارچ ۱۸۹۳ء)

مسٹر ہیوم آنجہانی نے اپنے مضمون میں خود اس بات کا اقبال کیا ہے کہ اُنھوں نے سوامی
دیانند کے لئے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں مجھے ضرورت نہیں ہے کہ میں اُن کی طرف سے
الفاظ کی سختی کے لئے معذرت کروں جبکہ وہ خود اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ انھوں نے
سخت کلامی کی ہے۔ لیکن میرے نزدیک محض سخت کلامی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ
دعوے کی کمزوری کی علامت ہے۔ تاوقتیکہ دعوے کے ثبوت میں الفاظ سے بڑھکر سخت
واقعات اور سنگین دلائل پیش نہ کئے جائیں۔ مجھے اس بات کو افسوس کے ساتھ تسلیم
کرنا پڑتا ہے کہ مسٹر ہیوم نے سوامی دیانند کی پوزیشن کو کمزور ثابت کرنے کے لئے سخت
واقعات اور سنگین دلائل سے اس قدر کام نہیں لیا جسقدر کہ انھوں نے سخت الفاظ سے
کام لیا ہے وہ اس بات کو تو سختی سے محسوس کرتے ہیں کہ کسی کتاب کو الہامی ماننا پروہتوں
کے ہاتھ میں روحانی آزادی کو فروخت کر دینا ہے جو کہ الہام کی آڑ میں مذہبی مظالم کرتے
ہیں لیکن مسٹر ہیوم کی یہ دلیل چنداں زبردست نہیں ہے۔ کیونکہ اگر پروہت الہامی کتاب

کی کرٹیں بشرطیکہ وہ درحقیقت جور وظلم کا مجموعہ ہو مذہبی مظالم کرسکتے ہیں تو اسی طرح وہ الہامی کتاب کے ذریعے بشرطیکہ وہ خیر وبرکت کا مجموعہ ہو مذہبی دنیا میں امن وامان کی بھی بارش کرسکتے ہیں پس کسی الہامی کتاب کے برخلاف جہاد شروع کرنے سے پیشتر اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ وہ الہامی کتاب جور وظلم کا مجموعہ ہے یا نہیں۔ اگر ایسا ہو تو اسکے برخلاف سخت سے سخت الفاظ میں جنگ کرنا چاہیئے لیکن اگر اس میں اس قسم کے احکام نہیں ہیں بلکہ وہ خیر وبرکت کی تعلیم دیتی ہے۔ تو ہمیں محض اس لیئے اس کے برخلاف جہاد نہیں کرنا چاہیئے کہ اس کو الہامی تسلیم کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک الہام ایسی خطرناک چیز نہیں ہے جیسا کہ مسٹر ہیوم نے اسکو فرض کیا ہے۔ پس میں مسٹر ہیوم کی سپرٹ میں کسی مقدس کتاب کی محض اس بنا پر مخالفت کرنے کے لیئے تیار نہیں ہوں کہ وہ کتاب الہامی تسلیم کیگئی ہے۔ یا میں کسی شخص کو محض اس لیئے قابل ملامت یا غدار قرار نہیں دونگا کہ وہ کسی کتاب کے الہامی ہونیکی تعلیم دیتا ہے۔ بلکہ اپنا فتویٰ دینے سے پیشتر میں اس بات کو دیکھنے کی کوشش کرونگا کہ اس کتاب کی تعلیم کیا ہے اور کہ اس شخص یا پروہت کا اس کتاب کی تعلیم کے بارے میں کیا بیان ہے پس میں محض اس بنا پر کہ زمانہ گزشتہ میں چونکہ پروہت کلاس نے الہامی کتب کی آڑ میں لوگوں پر ظلم کیئے ہیں اس لیئے ہر ایک پروہت قابل ملامت ہے۔ میں کسی مذہب کے پروہت کے برخلاف فتوے دینے کو گناہ سمجھتا ہوں تاوقتیکہ پہلے اس پروہت کے اپنے بیان کو نہ سن لیا جائے۔ عام عدالتوں میں بھی یہی دستور دیکھنے میں آتا ہے کہ ملزم پر فرد جرم لگانے سے پیشتر اسکے بیان کو سن لیا جاتا ہے۔ یا کم ازکم سزا دینے سے پہلے اسکو ڈیفنس کا موقع دیا جاتا ہے پس لازمی ہے کہ پہلے ہم اس بات کی پڑتال کریں کہ جن ویدوں کو سوامی دیانند نے الہامی مانا ہے ان کے بارے میں سوامی دیانند کا اپنا بیان کیا ہے۔ اگر سوامی دیانند کے اپنے وید بھاشیہ کے ذریعہ ویدوں میں سے کوئی ایسی بات ثابت ہوتی ہو جو کہ پروہتوں کے ہاتھ میں جا کر دنیا میں کشت وخون کا باعث ہونیکا احتمال رکھتی ہو تو بقول مسٹر ہیوم سوامی جی دیانند کے حق میں جس قدر سخت سے سخت الفاظ استعمال کیئے جائیں وہ کم ہیں لیکن اگر سوامی دیانند کے وید بھاشیہ سے وید بالکل خیر وبرکت کا مجموعہ ثابت ہوتے ہوں تو ہر ایک

شخص کو سوامی دیانند کے نام پر نعرۂ آفریں بلند کرنا چاہیئے۔ میرے خیال میں یہ ایک ایسی منصفانہ پوزیشن ہے جو کہ ہر ایک محقق یا صداقت پسند کو مدنظر رکھنی چاہیئے تاکہ وہ صداقت کی تلاش میں راہ راست سے نہ بھٹکنے پائے مجھے امید ہے کہ وہ اصحاب جو ویدوں کو الہامی مانتے ہیں اور وہ اصحاب جو ویدوں کو الہامی نہیں مانتے۔ وہ جو ویدوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ جو ویدوں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے میری مذکورہ بالا پوزیشن کو بالکل منصفانہ قرار دیں گے۔

دوسری فصل

سوامی دیانند کے قدموں میں

میں کہہ چکا ہوں کہ کسی مذہب یا کسی شخص پر نکتہ چینی کرنے سے پیشتر اس بات کا جاننا نہایت ضروری ہے کہ اس مذہب یا اس شخص کے کونسے مسلمات ہیں جن کو وہ اپنے نزدیک اعلیٰ سے اعلیٰ مسلمات قرار دیتا ہے۔ وہ کونسی کتاب کو اپنے نزدیک بہترین کتاب سمجھتا ہے کسی مذہب یا کسی شخص کو فتح پانے کی غرض سے گرانے کی کوشش کرنا حق وباطل کی تمیز میں مدگار نہیں ہوسکتا۔ کسی مذہب یا مذہبی کتاب پر نکتہ چینی کرتے وقت ان زمین دوز راستوں کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے جو کہ اس مذہب یا مذہبی کتاب کے مداح کے نزدیک متروک خیال کیئے جاتے ہیں۔ نہایت ضروری امر تو یہ ہے کہ پہلے فریق ثانی کے بیان کو مکمل غور اور صبر سے سنا جائے وہ کیا کہتا ہے۔ اگر اس کا بیان درحقیقت معقول ہے تو اسکو اس لیئے نامعقول ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے کہ اس کو گرانا مقصود ہے۔ اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کی تحقیقات کرنی چاہیئے کہ آیا سوامی دیانند ویدوں کو الہامی یا منزہ من الخطا ماننے کی وجہ سے مسٹر ہیوم کے الفاظ میں واقعی غدار تھا یا نہیں اور آیا وید درحقیقت خدا کا کلام ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ لازمی ہے کہ سب سے پہلے سوامی دیانند کے بیان کو نہایت

غور سے سُن لیا جائے۔

مسٹر ہیوم نے سوامی دیانند کو جس سوسائٹی کا بانی قرار دیا ہے وہ سوسائٹی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ ستیارتھ پرکاش سوامی دیانند کی کتاب ہے اگر کوئی یہ کہے کہ یہ کتاب سوامی دیانند کی نہیں ہے تو وہ سوسائٹی اس بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرے گی۔ اس لئے اگر کسی کو سوامی جی کے مسلمات یا خیالات کا صحیح صحیح پتہ لگانا ہو تو اُس کو اُس کتاب کو پڑھنا چاہیئے جو کہ سوامی دیانند کی مستند تصنیف خیال کی جاتی ہے۔ ستیارتھ پرکاش کے بارہویں سمولاس میں سوامی دیانند نے چارواک کے ست کا کھنڈن کرتے ہوئے ان کی کتاب میں سے ایک جگہ چند شلوک درج کئے ہیں۔ جنکا ترجمہ ستیارتھ پرکاش میں مفصلہ ذیل ہے۔

"وید کے بنانے والے بھانڈ۔ دھورت اور نشاچر یعنی راکشس یہ تین ہیں۔ جربھری ترپھری وغیرہ پنڈتوں کے مکر کی باتیں ہیں۔ دیکھو دھورتوں کی کارروائی کہ گھوڑے کے لنگ کو عورت پکڑے۔ یجمان کی عورت کا اس کے ساتھ ہم صحبت کرانا اور لڑکی سے ٹھٹھا کرنا وغیرہ لکھا ہے۔ وہ دھورتوں کے سوائے اور کسی کا کام نہیں ہو سکتا اور جہاں گوشت کھانا لکھا ہے وہ وید کا حصہ راکشس کا بنایا ہوا ہے۔"

(ستیارتھ پرکاش سمولاس ۱۲)

ویدوں کے بارے میں مذکورہ بالا رائے چارواک مذہب والوں کی ہے۔ اگر اس رائے کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو وید قابل ترک ہو جاتے ہیں۔ لیکن سوامی دیانند اس رائے کو غلط قرار دیتا ہے۔ اس لئے چارواک والوں کی رائے سوامی دیانند یا آریہ سماج کے لئے کوئی حجت نہیں ہو سکتی۔ سوامی دیانند نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔

"اب کہیئے اگر چارواک وغیرہ نے وید وغیرہ سچے شاستر دیکھے سُنے یا پڑھے ہوتے تو کبھی اس طرح ویدوں کی مذمت نہ کرتے کہ وید بھانڈ۔ دھورت اور نشاچر جیسے آدمیوں کے بنائے ہوئے ہیں وہ ایسی بات ہرگز منہ سے نہ نکالتے۔ البتہ مہیدھر وغیرہ ٹیکا کار (مفسرین) بھانڈ۔ دھورت اور نشاچر تھے یہ انکی مکاری ہے ویدوں کا قصور نہیں ہے لیکن چارواک۔ ابھانک بودھ اور جینیوں پر افسوس ہے کہ انھوں نے چاروید و

کی اصلی سنگھتاؤں کو نہ سنا۔ نہ دیکھا اور نہ کسی عالم سے پڑھا۔ اسی وجہ سے انکی عقل ماری گئی اور وہ بے سروپا ویدوں کی مذمت کرنے لگے۔ بدکردار دام مارگیوں کے بے ثبوت من گھڑت اور واہیات شرح کو دیکھکر ویدوں کے مخالف بن گئے اور بے علمی کے اتھاہ سمندر میں جا گرے۔ جائے غور ہے کہ عورت سے گھوڑے کا لنگ پکڑوا کر اس سے صحبت کروانا اور یجمان کی بیٹی سے ہنسی ٹھٹھا وغیرہ کرنا دام مارگیوں کے سوائے اور کسی آدمی کا کام نہیں ہے بیائے منشا وید کے خلاف اور غلط شرح ان مہا پاپی دام مارگیوں کے سوائے اور کون کرتا۔ بڑا افسوس تو ان چارواک وغیرہ پر آتا ہے کہ وہ بلا سوچے سمجھے ویدوں کی مذمت کرنے پر مستعد ہو گئے ذرا تو اپنی عقل سے کام لیتے مگر بیچارے کرتے کیا ان میں اتنا علم ہی نہیں تھا کہ حق و باطل پر غور کر کے حق کی تائید اور باطل کی تردید کر سکتے۔ گوشت خوری بھی ان ہی دام مارگی شارحوں کی کارروائی ہے اسلئے ان ہی کو راکشش کہنا بجا ہے۔ لیکن ویدوں میں کسی جگہ گوشت کا کھانا نہیں لکھا اس لئے بلا شک و شبہ ایسی ایسی جھوٹی باتوں کا پاپ ان شارحوں کو اور نیز انکو جنھوں نے ویدوں کو جاننے سننے کے بغیر ہی من مانی مذمت کی ہے لگے گا سچ تو یہ ہے کہ جنھوں نے ویدوں کی مخالفت کی اور کرتے ہیں یا کرینگے وہ جہالت کے اندھیرے میں پڑے ہوئے سُکھ کے عوض جتنا ہیبت ناک دُکھ پاویں اتنا ہی تھوڑا ہے اسلئے کل نوع انسان کو وید کے مطابق چلنا نہایت واجب ہے (ستیارتھ پرکاش سمولاس ۱۲)

اس بات کا واقعی افسوس کرنا چاہیئے کہ مذکورہ بالا تحریر میں بعض ایسے الفاظ موجود ہیں جو کہ ایک سنجیدہ اور شائستہ بحث میں نہیں ہونے چاہئیں جس طرح مسٹر ہیوم نے اپنے مضمون میں سوامی دیانند کے لئے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اس طرح بلکہ اس سے زیادہ سوامی دیانند نے اپنے مخالفین کے لئے مذکورہ بالا تحریر میں سخت الفاظ کا استعمال کیا ہے الفاظ کی سختی یا بھدے پن کو نظرانداز کرتے ہوئے اس بات کا دیکھنا نہایت ضروری ہے کہ سوامی دیانند کی پوزیشن کیا ہے۔ سوامی دیانند چارواک والوں۔ بودھوں اور جینیوں کے برخلاف یہ سنگین فتویٰ دیتا ہے کہ ان کی عقل ماری گئی ہے۔ کیونکہ ان میں کوئی ویدوں کا عالم یا ویدوں کو معنوں سے پڑھنے اور سننے والا موجود نہیں ہے۔ سوامی دیانند کا یہ فتوےٰ لازمی

نہیں ہے کہ راستی پر مبنی ہو لیکن سوامی دیانند اور ویدوں کی پوزیشن کو سمجھنے کے لئے سوامی دیانند کا بیان صبر سے سُن لینا ضروری ہے۔ سوامی دیانند کہتا ہے کہ جن تفاسیر کی بنا پر چار واک والے ویدونکی مذمت کرتے ہیں وہ دام مارگیوں کی تفاسیر ہیں اور کہ دام مارگی وید سے قطعی اندھیرے میں تھے۔ اگرچہ سوامی دیانند کے مخالف سوامی دیانند کے بارے میں بھی فتوے دیتے ہیں کہ در اصل سوامی دیانند ویدوں کو نہیں سمجھتا تھا لیکن اس بحث میں پڑنا چنداں ضروری نہیں ہے جبکہ اس بات کا پتہ لگانا مدنظر ہو کہ وہ شخص جو پروفیسر میکس مولر کے الفاظ میں "ویدوں کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہو" وہ ویدوں کو کس شکل میں پیش کرتا ہے اس کا فیصلہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس بات کو تسلیم یا کم از کم فرض نہ کر لیا جائے کہ واقعی سوامی دیانند کا دام مارگیوں کی تفسیروں کے بارے میں جو خیال ہے وہ درست ہے اس لئے اگر ہمیں سوامی دیانند کی پوزیشن کو سمجھنا ہو تو ہمیں کمال عزت سے اس کی بات کو سننا پڑے گا اور اگر ہم یہ کہیں گے کہ جن مفسرین کو سوامی دیانند دام مارگی بناتا ہے وہ در اصل درست تفسیر کر گئے ہیں اور یہ کہ سوامی دیانند کی تفسیر غلط ہے تو یہ سوامی دیانند اور اُن مفسرین کا باہمی دنگل کرواتا ہے۔ اس لئے ہمیں ویدوں کے بارے میں کوئی ٹھیک رائے قائم کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ نہ ہی ان مفسرین کی رائے جن کی کہ سوامی دیانند کے نزدیک "عقل ماری گئی" تھی سوامی دیانند کے لئے کوئی سند ہو سکتی ہے اور نہ ہی ان مفسرین کی رائے کا اس سوسائٹی پر کوئی اثر پڑ سکتا ہے جو کہ ویدوں کو سوامی دیانند کی تفسیر کے مطابق خدا کا کلام مانتی ہے۔ پس لازمی بات ہے کہ سوامی دیانند اور ویدوں کی پوزیشن کو سمجھنے کے لئے ہم اگر دل سے نہیں تو کم از کم حقیقت کو جاننے کی خاطر سوامی دیانند کے قدموں میں بیٹھ کر ان باتوں کا اقرار کریں کہ۔

(۱) چار واک والوں نے نہ ویدوں کو پڑھا نہ سنا نہ دیکھا۔ ویدوں کا لاثانی عالم سوامی دیانند تھا۔

(۲) میدھر وغیرہ مفسرین۔ بھانڈ ودھورت۔ نشاچر اور دام مارگی تھے۔ اُن کی تفاسیر ہرگز قابل اعتبار نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کے مقابلہ میں سوامی دیانند کی تفسیر ویدوں پر سند ہے کیونکہ سوامی دیانند عالم۔ فاضل۔ یوگی۔ رشی اور مرتاض تھا۔

(۳) چار واک۔ بودھ۔ ابھانک اور جینیوں نے نہ ویدوں کو پڑھا نہ سنا۔ نہ دیکھا اس لئے اُن کی عقل ماری گئی اور وہ بے سر و پا ویدوں کی مذمت کرنے لگ گئے اور دام مارگیوں کی تفسیر ونکو دیکھ کر ویدوں کے مخالف بن گئے اور جہالت کے اتھاہ سمندر میں جا گرے مگر سوامی دیانند نے ویدوں کو پڑھا سنا اور دیکھا بلکہ ان کا بھاشیہ بھی کیا اور وہ دل و جان سے ویدوں کا عاشق بلکہ ویدوں کے پیچھے دیوانہ تھا اور کہ وہ ہر ایک قسم کی جہالت سے پاک تھا۔

(۴) جن لوگوں نے ایسی شرحیں لکھی ہیں اور جو ویدونکو جاننے اور سننے کے بغیر ہی ویدوں کی مذمت کرتے ہیں وہ پاپی ہیں مگر سوامی دیانند نے جو تفسیر لکھی ہے اسمیں اس قسم کی کوئی مذمت نہیں ہے اس لئے اس تفسیر کو پڑھنے والے پاپ کے نہیں بلکہ ثواب کے مستحق ہیں

(۵) الغرض ویدوں کے بارے میں صحیح صحیح رائے قائم کرنے کیلئے سوامی دیانند کی تفسیر سند ہے۔ باقی تمام تفاسیر جن کا کہ خود سوامی دیانند نے رد کر دیا ہے مردود ہیں اور وہ ہمارے لئے سند نہیں ہیں۔

سوامی دیانند کے قدموں میں بیٹھ کر اب یہ پرارتھنا ہے کہ ویدوں کی جن تفاسیر کو آپ نے غلط قرار دیا ہے وہ واقعی غلط ہیں۔ اب آپ کرپا کر کے ہمیں اپنی تفسیر دیجئے تا کہ ہم جو ویدوں کے بارے میں "دام مارگیوں کی تفسیر ونکو پڑھ پڑھ کر حیران و پریشان ہو رہے تھے آپ کی تفسیروں سے ویدوں پر ہمارا اعتقاد جم جائے اور ہم ان کو خدا کا کلام ماننے لگ جائیں۔ یہ ایک ایسی معقول پوزیشن اور پرارتھنا ہے کہ جسکو سوامی دیانند یا کوئی دوسرا معقول انسان ناپسند نہیں کر سکتا۔ اب جبکہ ہم پہلی تمام تفاسیر کو سوامی دیانند کے ارشاد کے مطابق ہاتھ سے پھینک چکے ہیں۔ دیکھنا چاہئے کہ سوامی دیانند اس کے عوض میں ہمارے ہاتھ میں کیا دیتا ہے"

تیسری فصل

سوامی دیانند اور اُن کا معیار

سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش کے ساتویں سمولاس میں ایشور پرارتھنا کا مضمون درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس قسم کی پرارتھنا کبھی نہ کرنی چاہئے اور نہ پرمیشور اس کو قبول کرتا ہے جیسے کہ یہ ہے کہ اے پرمیشور آپ میرے دشمنوں کو فنا کرو۔ مجھکو سب سے بڑا بناؤ۔ میری ہی نیک نامی ہو اور سب میرے ماتحت ہو جائیں وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ اگر دونوں دشمن ایک دوسرے کی فنا کے واسطے پرارتھنا کریں تو کیا پرمیشور دونوں کو فنا کر دیوے۔ اگر کوئی کہے کہ جسکی محبت زیادہ ہوگی اس کی پرارتھنا سپھل ہو جاویگی تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جسکی محبت کم ہو اس کا دشمن بھی کم درجہ فنا ہونا چاہئے۔ ایسی جہالت کی پرارتھنا کرتے کرتے کوئی ایسی پرارتھنا بھی کرنے لگ جاویگا کہ اے پرمیشور آپ روٹی بنا کر ہم کو کھلائیے میرے مکان میں جھاڑو لگائیے۔ کپڑے دھو دیجئے اور کھیتی باڑی بھی کر دیجئے"۔

(ستیارتھ پرکاش سمولاس ۷)

سوامی دیانند کا مذکورہ بالا خیال نہایت ہی معقول ہے۔ واقعی جو شخص یہ پرارتھنا کرتا ہے کہ اس کے دشمن فنا ہو جائیں اور وہی زندہ رہے وہ ایک جاہل انسان ہے اور اس کی اس قسم کی پرارتھنا خود سوامی دیانند کے الفاظ میں محض جہالت کی پرارتھنا ہے۔ اس سے بھی بڑھکر اگر کوئی شخص ہمیں اس قسم کی پرارتھنا کی تعلیم دے تو وہ اُسکو اجہل سمجھنا چاہئے اور جس کتاب میں اس قسم کی پرارتھنائیں درج ہوں وہ کتاب کسی صورت میں بھی معقول نہیں کہی جائے گی۔ اس پہلو میں سوامی دیانند کی پوزیشن بہت معقول ہے اسی اصول کی بنا پر

سوامی دیانند نے دیگر مذاہب کی مقدس کتابوں پر بڑی سخت نکتہ چینی کی ہے۔ میرا مقصد یہاں پر یہ ظاہر کرنا نہیں ہے کہ وہ نکتہ چینی کہاں تک درست ہے یا غلط ہے۔ بلکہ سوامی دیانند کے اس اصول کو معلوم کرنا ہے۔ جس کی بنا پر وہ دیگر مذاہب کی مانی ہوئی مقدس کتابوں کو خدا کا کلام ماننے سے منکر ہیں۔ اور وہ اُن کے مقابلہ میں ویدوں کو خدا کا کلام مانتے ہیں۔ سوامی دیانند کے اس معیار یا اصول کا پتہ لگانے کے لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں پر سوامی دیانند کی اس نکتہ چینی کی چند مثالیں درج کر دی جائیں جو کہ انہوں نے کلام مجید پر کی ہیں۔ قرآن مجید اہل اسلام کی مذہبی کتاب ہے۔ اور مسلمان اسکو خدا کا کلام مانتے ہیں۔ بلکہ کلام مجید کا دوسرا نام کلام اللہ یعنی خدا کا کلام ہے۔ اس بات کے بتانے کی ضرورت ہے کہ قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ یہ بھی صاف بات ہے کہ سوامی دیانند عربی سے بالکل ناواقف تھے۔ مگر چونکہ قرآن کے اعلیٰ سے اعلیٰ ترجمے دنیا کی مختلف زبانوں میں موجود ہیں۔ اور ان میں سے بعض تراجم اہل اسلام کے اعلیٰ پایہ کے علماء کے لئے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ اعتراض کہ چونکہ سوامی دیانند عربی نہیں جانتے تھے۔ لہٰذا وہ قرآن مجید پر کسی قسم کی نکتہ چینی کرنے کا حق نہیں رکھتے تھے۔ چنداں وزن دار نہیں رہجاتا جبکہ یہ کہا جاتا ہے کہ سوامی دیانند نے اُن ہی ترجموں کو اپنے لئے کافی سمجھا۔ جن کے بارہ میں اُن کو بتایا گیا تھا کہ وہ اہل اسلام کے نزدیک مستند ہیں گو اہل اسلام قرآن کو مستند نہ مانتے ہوں چنانچہ خود سوامی دیانند نے قرآن مجید پر نکتہ چینی شروع کرنے سے پیشتر اپنی اس پوزیشن کو بدیں الفاظ واضح کر دیا ہے۔

جو یہ چودھواں سمولاس مسلمانوں کے مذہب کی بابت لکھا ہے وہ صرف قرآن کی رو سے لکھا گیا ہے کسی اور کتاب کے عقائد کی رو سے نہیں۔ کیونکہ مسلمان قرآن شریف ہی پر پورا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اگرچہ مختلف فرقے ہونیکے باعث کسی خاص لفظ کے معنی وغیرہ میں اختلاف رکھیں۔ تو بھی قرآن کے بارے میں سب متفق ہیں۔ قرآن عربی زبان میں ہے اس کا جو ترجمہ اردو میں مولویوں نے کیا ہے اس ترجمہ کو بحروف دیوناگری بزبان آریہ بھاشا عربی کے بڑے بڑے عالموں سے صحیح کروانے کے بعد لکھا گیا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ ترجمہ ٹھیک نہیں ہے تو اسکو لازم ہے کہ مولوی صاحبان کے ٹھیک کئے ہوئے ترجمے کی پہلے تردید کرے بعد ازاں

اس مضمون پر قلم اٹھاتے ہیں (ستیارتھ پرکاش سمولاش ۱۴)

سوامی دیانند جی کی مذکورہ بالا تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے پاس قرآن مجید کا کوئی ایسا موجود تھا جو ان کے خیال میں مولویوں نے کیا تھا اور جسکو سوامی دیانند نے بزعم خود "عربی کے بڑے بڑے عالموں سے صحیح کروایا"۔ بہت اچھا ہوتا اگر سوامی دیانند "عربی کے ان بڑے بڑے عالموں کے نام" بھی ظاہر کر دیتے جن سے کہ وہ ترجمہ درست کروایا تھا۔ تاکہ اس بات کا فیصلہ ہو جاتا کہ آیا ایسے علما کا ترجمہ اہل اسلام کے نزدیک سند ہو سکتا ہے یا نہیں۔ مگر سوامی دیانند نے اُن کے نام کو پوشیدہ رکھنے میں جو مصلحت سمجھی ہوگی اُس پر بحث کرنا بڑا مشکل ہے۔ تاہم اتنا کہا جا سکتا ہے کہ سوامی دیانند نے قرآن مجید کے جس ترجمہ کی بنا پر قرآن مجید پر اعتراض کئے ہیں وہ ترجمہ اہل اسلام کے علما کا کیا ہوا یا مستند معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے جب ترجمہ ہی مستند نہ ہو تو اس پر جس قدر بھی نکتہ چینی کی جائیگی وہ زمین پر گر جائیگی۔ میں اس بات کو ایک مثال کے ذریعہ واضح کر دینا چاہتا ہوں قرآن مجید میں اس بات کو بطور دعوے کے پیش کیا گیا ہے کہ وہ فصاحت و بلاغت میں لاثانی کتاب ہے۔ چنانچہ مخالفین قرآن مجید کو ہمیں ایک جگہ بدیں الفاظ چیلنج دیا گیا ہے

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔

(پ ۱۔ البقرہ ع ۳)

(اور وہ جو ہم نے اپنے بندے (محمدؐ) پر (قرآن) اُتارا ہے۔ اگر تم کو اس میں شک ہو۔ اور یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی کتاب نہیں۔ بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے اور تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو اسی جیسی ایک سورۃ تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتیوں کو بلا لو۔ پس اگر اتنی بات بھی نہ کر سکو اور تم ہرگز نہ کر سکو گے۔ تو دوزخ کی آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہونگے اور وہ (دوزخ) منکروں کے لئے دہکائی تیار ہے۔

(ترجمہ مولوی حافظ نذیر احمد صاحب مذکورہ بالا ترجمہ میں جن الفاظ کو ص، میں کر دیا گیا ہے

ان کو مدنظر رکھنا چاہئے کیونکہ اس ترجمہ کا سوامی دیانند کے "علما" کے ترجمہ سے مقابلہ کرنے میں مدد ملیگی سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں سمولاس میں جو کہ قرآن مجید پر نکتہ چینی کا باب ہے۔ اس آیت کے اوپر بھی اعتراض کیا ہے لیکن انہوں نے "عربی کے علما" کا جو ترجمہ اس آیت کا ستیارتھ پرکاش میں درج کیا ہے وہ بدیں الفاظ ہے اور جو تم اس چیز سے شک میں ہو جو ہم نے اپنے پیغمبر کے اوپر اتاری۔ تو اس کی سی ایک سورۃ لے آؤ۔ اور شاہدوں اپنے کو پکارو سوائے اللہ کے اگر ہو تم سچے پھر اگر نہ کرو اور ہرگز نہ کرو گے تم اس آگ سے ڈرو کہ جس کا ایندھن آدمی ہیں اور کافروں کے واسطے پتھر تیار کئے گئے ہیں۔

(ستیارتھ پرکاش سمولاش ۱۴۔ اعتراض نمبر ۸) مذکورہ بالا ترجمہ کے جس آخری حصہ پر خط کر دیا گیا ہے وہ قابل غور ہے۔ اس بات کا پتہ نہیں لگ سکتا کہ عربی کے جن علما نے سوامی دیانند کو یہ صحیح ترجمہ کر کے دیا تھا وہ کس دارالعلوم کے سند یافتہ تھے لیکن معمولی عربی جاننے والا شخص بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ ترجمہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا آیت میں ایسے الفاظ ندارد ہیں کہ جنکا ترجمہ "کافروں کے واسطے پتھر تیار کئے گئے ہیں" ہو سکتا ہے۔ پس جس صورت میں کہ قرآن مجید میں ایسی آیت ہی ندارد ہے کہ جس کا ترجمہ ستیارتھ پرکاش میں مذکورہ بالا الفاظ میں دیا گیا ہے تو اس بے بنیاد بات پر جسقدر نکتہ چینی ہوگی وہ نکتہ چینی بھی زمین پر گر جائے گی۔ لہذا مذکورہ بالا بے بنیاد ترجمہ کی بنا پر سوامی دیانند نے جو قرآن شریف پر نکتہ چینی کی ہے وہ بھی قطعی بے بنیاد ہو جاتی ہے۔ پس سوامی دیانند کا یہ لکھنا کہ انہوں نے قرآن مجید پر نکتہ چینی کرنے کے لئے جس ترجمہ کو آگے رکھا ہے۔ وہ بڑے بڑے مولویوں اور عربی کے علماء کا صحیح کیا ہوا ترجمہ ہے۔ ایک بے بنیاد بات ثابت ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں ستیارتھ پرکاش کے چودھویں سمولاس کی بنیاد دریا کے کنارے کی ریت میں رہ جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ بنیاد کے گرنے کے ساتھ ہی اس پر جس قدر محل تیار کیا گیا ہو۔ وہ بھی گر جاتا ہے۔ لہذا ستیارتھ پرکاش کا چودھواں سمولاس قرآن مجید کے بارے میں کوئی درست نکتہ چینی نہیں کہا جا سکتا اور وہ سارے کا سارا زمین پر گر جاتا ہے۔ اس بیان سے میرا مطلب قرآن مجید کا ڈیفنڈ کرنا نہیں ہے اور نہ ہی قرآن مجید کو میرے ڈیفنس کی ضرورت ہے۔ بلکہ یہاں پر میرا مدعا سوامی

دیانند جیسے محقق کی پوزیشن کا پتہ لگانا ہے کہ وہ کن وجوہات پر کسی مقدس یا الہامی کتاب کا فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ نقل کفر کفر نباشد کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں یہاں پر چند ایسی عبارتیں ستیارتھ پرکاش میں سے نقل کردوں کہ جن کی بنا پر سوامی دیانند نے قرآن مجید کو الہامی کتاب ماننے سے انکار کر دیا ہے چنانچہ وہ بدیں الفاظ ہے۔

القرآن (۱) سب تعریف واسطے اللہ کے جو پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا مہربان ہے۔

سوامی دیانند (۱) اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا۔ اور سب پر بخشش اور رحم کیا کرتا تو دوسرے مذہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو بھی قتل کروانے کا حکم نہ دیتا۔

القرآن (۱۵) اور جب لیا ہم نے عہد تمہارا نہ ڈالو تم لہو اپنے آپس کے اور نہ نکال دو کسی آپس اپنے کو گھروں اپنے سے پھر اقرار کیا تم نے اور تم شاہد ہو پھر تم وہ لوگ ہو کہ مار ڈالتے ہو آپس اپنے کو اور نکال دیتے ہو ایک فرقے کو آپ میں سے گھروں اُن کے سے۔

سوامی دیانند (۱۷) بھلا اقرار کرنا اور کرانا محدود العقل آدمیوں کی بات ہے۔ یا خدا کی اپنوں میں لہو نہ بہانا اور اپنے ہم مذہبوں کو گھر سے نہ نکالنا اور دوسرے مذہب والوں کا لہو بہانا اور گھر سے انہیں نکال دینا۔ بھلا کونسی اچھی بات ہے۔ یہ تو بیوقوفی اور طرفداری سے بھری ہوئی فضول بات ہے۔

القرآن (۲۰) کافروں پر لعنت اللہ کی۔

سوامی دیانند (۲۰) جس طرح تم غیر مذہب والوں کو کافر کہتے ہو۔ اسی طرح کیا وے تم کو کافر نہیں کہتے اور وہ اپنے مذہب کی طرف سے تمہیں لعنت دیتے ہیں۔ یہ سب جھگڑے جہالت کے ہیں۔

القرآن (۲۲) تم پر مُردار لہو اور گوشت سور کا حرام ہے۔

سوامی دیانند (۲۲) جس جاندار سے زیادہ فائدہ پہونچے مثلاً گائے وغیرہ ان کے مارنے کی مخالفت نہ کرنے سے خدا دنیا کو نقصان پہونچانے والا ثابت ہوتا ہے اور ایذا رسانی کے گناہ سے بدنام بھی ہو جاتا ہے۔ ایسی باتیں خدا اور خدا کی کتاب کی ہرگز نہیں ہو سکتیں۔

القرآن (۲۵) اللہ کی راہ میں لڑو۔ ان سے جو تم سے لڑتے ہیں۔ مار ڈالو تم اسکو جہاں پاؤ قتل سے کفر برا ہے۔

سوامی دیانند (۲۵) بلا قصور کسی کو مارنا سخت گناہ ہے۔ ان کے نزدیک مذہب کا قبول نہ کرنا کفر ہے اور کافر کے قتل کو مسلمان لوگ اچھا مانتے ہیں۔ اُن کا مذہب غیر مذہب والوں سے سخت ظلم کرنا سکھاتا ہے۔ یہ بات نہ خدا کی نہ خدا کے معتقد عالم کی اور نہ خدا کی کتاب کی ہو سکتی ہے۔

القرآن (۳۰) اور اللہ نہیں دوست رکھتا فساد کو۔ اے لوگو کہ ایمان لائے ہو داخل ہو بیچ اسلام کے۔

سوامی دیانند (۳۶) اگر اللہ فساد نہیں چاہتا۔ تو کیوں آپ ہی مسلمانوں کو فساد کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور مفسد مسلمانوں سے دوستی کیوں کرتا ہے۔ اگر مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہونے سے خدا راضی ہوتا ہے۔ تو وہ مسلمانوں کا ہی طرفدار ہے۔ سب دنیا کا خدا نہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نہ قرآن خدا کا بنا ہوا نہ اس میں کہا ہوا سچا خدا ہو سکتا ہے۔

القرآن (۴۸) مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ کافروں کو دوست نہ بناویں۔ سوائے مسلمانوں کے جو کوئی یہ کرے سو وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔

سوامی دیانند (۴۸) اب دیکھئے تعصب کی باتیں جو دین اسلام میں نہیں ہیں۔ اُن کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ غیر مذہب کے نیکوکاروں سے بھی دوستی نہ رکھنا۔ اور بد مسلمانوں سے دوستی رکھنے کی تعلیم دینا خدا کے شایان نہیں۔ اسلئے یہ قرآن۔ قرآن کا خدا اور مسلمان لوگ محض تعصب جہالت سے پُر ہیں۔ اور مسلمان لوگ تاریکی میں ہیں۔

القرآن (۵۲) اور مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے

سوامی دیانند (۵۲) دیکھئے مسلمانوں کی غلطی۔ کہ جو اپنے مذہب کے نہیں۔ ان کے مارنے کے واسطے خدا سے دعا کرتے ہیں۔ کیا خدا سادہ لوح ہے۔ جو انکی بات مان لیگا۔

القرآن (۵۸) اور نہ بند کریں ہاتھوں اپنے کو پس پکڑو ان کو اور مار ڈالو ان کو جہاں پاؤ

سوامی دیانند (۵۸) اب دیکھئے پرلے درجے کے تعصب کی بات کہ جو مسلمان نہ ہو۔ اس کو جہاں پاؤ مار ڈالو۔ اور مسلمان کو نہ مارو۔ بھول سے بھی مسلمان کے مارنے میں دوزخ اور اوروں کے مارنے سے بہشت ملیگا۔ ایسی تعلیم کوئیں میں ڈالنی چاہئے۔ ایسی کتاب ایسے

پیغمبر ایسے خدا اور ایسے مذہب سے سوائے نقصان کے فائدہ کچھ بھی نہیں۔ ان کا نہ ہونا اچھا ہے۔ ایسے جاہلانہ مذہبوں سے عقلمندوں کو علیحدہ رہکر ویدک احکام کو تسلیم کرنا چاہیئے کیونکہ ان میں جھوٹ ذرا بھی نہیں ہے۔

۷۶۔ **القرآن** سوال کرتے ہیں تجھ کو لوٹوں سے کہ لوٹیں واسطے اللہ کے اور رسول کے ہیں پس ڈرو اللہ سے۔

۷۶۔ **سوامی دیانند** تعجب ہے کہ جو لوٹ مچاویں۔ ڈاکو کے کام کریں۔ کراویں وہ خدا پیغمبر اور ایماندار کہلاویں۔ ساتھ ہی اللہ کا ڈر بتلاتے اور ڈاکہ مارتے جاتے ہیں۔ پھر یہ کہتے شرم نہیں آتی کہ ہمارا مذہب اچھا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا بری بات ہوسکتی ہے۔ کہ تعصب کو چھوڑ کر سچے ویدک دھرم کو مسلمان قبول نہیں کرتے۔

۷۷۔ **القرآن** اور کاٹے جڑ کافروں کی پس مارو اوپر گردن کے اور مارو ان میں سے ہر ایک پوری پر۔

۷۷۔ **سوامی دیانند** واہ جی واہ خدا اور پیغمبر خوب تمدن ہیں۔ جو لوگ مذہب اسلام میں نہیں۔ ان کافروں کی جڑ کاٹنے ان کی گردن مارنے اور ان کے جوڑوں کو کاٹنے کا خدا حکم دیتا ہے اور اس کام میں ان کا ممد و معاون بنتا ہے۔ کیا یہ خدا راون سے کچھ کم ہے۔ یہ سب فریب قرآن کے مصنف کا ہے۔ خدا کا نہیں۔ اگر خدا کا ہو۔ تو ایسا خدا ہم سے دور رہے اور ہم اس سے دور رہیں۔

۸۷۔ **القرآن** اے لوگو جو ایمان لائے ہو لڑو ان لوگوں سے جو لوگوں سے پاس تمہارے ہیں۔ کافروں میں سے۔

۸۷۔ **سوامی دیانند** دیکھئے محسن کشی کی تعلیم۔ خدا مسلمانوں کو سکھلاتا ہے کہ پڑوسیوں اور غلاموں سے لڑائی کرو۔ اور موقع پاکر لڑو یا قتل کرو۔

۱۲۸۔ **القرآن** اور وہ لوگ کہ ایذا دیتے ہیں مسلمانوں کو اور مسلمان عورتوں کو بغیر اسکے کہ برا کیا ہو انہوں نے پس تحقیق اٹھایا انہوں نے بہتان اور گناہ ظاہر لعنت ہے۔ ان پر مارے جائیں جہاں پائے جائیں پکڑے جائیں اور قتل کئے جائیں۔

۱۲۸۔ **سوامی دیانند** واہ رے غدر مچانے والے خدا اور نبی تم سے تو بے رحم دنیا میں بہت تھوڑے ہوں گے۔ یہ جو لکھا ہے کہ غیر لوگ جہاں ملیں ان کو پکڑو اور مارو۔ ویسا ہی اگر مسلمانوں سے غیر مذہب والے برتاؤ کریں۔ تو ان کو یہ بات بری لگے گی یا نہیں۔ واہ کیسے موذی پیغمبر ہیں کہ خدا سے دوسروں کو دکھ دینے کی دعا مانگتے رہیں۔ اس سے انکی طرفداری۔ خود غرضی اور سخت ظلم کا ثبوت ملتا ہے۔

۱۴۷۔ **القرآن** پس جب ملاقات کرو تم ان لوگوں سے کہ کافر ہوئے پس مارو گردنیں ان کی۔ یہاں تک کہ جب چور کر دو ان کو پس محکم کرو قید کرنا اور بہت بستیاں تھیں کہ وہ سخت تھیں قوت میں بستی تیری سے جس نے نکال دیا تجھ کو۔ ہلاک کیا ہم نے ان کو پس نہ ہوا کوئی مدد دینے والا واسطے ان کے۔

۱۴۷۔ **سوامی دیانند** اس لئے یہ قرآن۔ خدا اور مسلمان غدر مچانے۔ ... تکلیف دینے اور اپنا مطلب نکالنے والے ظالم ہیں۔ جیسا یہاں لکھا ہے۔ ویسا ہی اگر دوسرا کوئی غیر مذہب والا مسلمانوں پر کرے۔ تو مسلمانوں کو بھی ویسا ہی دکھ جیسا کہ دوسروں کو دیتے ہیں ہوتا یا نہیں اور خدا کی طرفداری دیکھیئے۔ جنہوں نے محمد صاحب کو نکال دیا۔ ان کو خدا نے ہلاک کر ڈالا۔

۱۴۲۔ **القرآن** تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے۔ ان لوگوں کو کہ لڑتے ہیں بیچ راہ اسکی کے۔

۱۴۲۔ **سوامی دیانند** واہ ٹھیک ہے۔ ایسی ایسی باتوں کی ہدایت کرکے بیچارے ملک عرب کے باشندوں کو سب سے لڑایا دشمن بنا کر باہم تکلیف دلائی اور مذہب کا جھنڈا بلند کرکے لڑائی پھیلائی۔ ایسے کو کوئی عقلمند خدا کبھی نہیں مان سکتا جو قوم میں فساد بڑھا دے۔ وہی سب کو تکلیف دہ ہوتا ہے۔

سوامی دیانند اب اس قرآن کے مضمون کو لکھکر عاقلوں کے پیش نظر کرتا ہوں کہ یہ کتاب کیسی ہے۔ مجھ سے پوچھو۔ تو یہ کتاب نہ خدا نہ عالم کی بنائی ہوئی اور نہ علم کی ہو سکتی ہے۔ یہ تو بہت تھوڑے سے نقص ظاہر کیے۔ اس لئے کہ لوگ دھوکہ میں پڑ کر اپنی عمر بے فائدہ ضایع نہ کریں۔ جو کچھ اس میں تھوڑی سی سچائی ہے وہ وید وغیرہ

علمی کتابوں کے مطابق ہونے سے جیسے مجھکو منظور ہے ویسے اور بھی مذہب کے ضد اور تعصب سے مبرّا عالموں اور عاقلوں کو منظور ہے۔ اس کے سوائے جو کچھ اس میں ہے وہ سب لاعلمی کی باتیں اور توہمات ہیں۔ اور انسان کی روح کو مثل حیوان کے بنانے۔ امن میں خلل ڈالکر فساد مچانے۔ انسانوں میں نااتفاقی پھیلانے۔ باہم تکلیف کو بڑھانے والا مضمون ہے۔ اور نیر وکت دوش کا تو گویا قرآن خزانہ ہی ہے:

مذکورہ بالا نکتہ چینی کو میں نے اس لئے نقل کیا ہے۔ تاکہ سوامی دیانند کی الہامی کتاب کے بارہ میں صحیح پوزیشن کا پتہ لگ سکے یہ کہنا کہ قرآن مجید کے جن تراجم کی بنا پر سوامی دیانند نے اس پر نکتہ چینی کی ہے آیا ان تراجم میں قرآن مجید کے صحیح مفہوم کو سمجھکر نکتہ چینی کی ہے ایک بحث طلب معاملہ ہے جس کا کسی قدر جواب اس مضمون کے شروع میں دیا جا چکا ہے۔ جیسے کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ اس جگہ میرا مدعا قرآن مجید کو ڈیفنڈ کرنا نہیں ہے۔ بلکہ سوامی دیانند کی تحقیقات سے فائدہ اٹھانا ہے کہ وہ کن وجوہات پر کسی کتاب کے الہامی یا خدا کے کلام ہونے سے منکر ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے مذکورہ بالا خیالات سے جو کہ انہوں نے قرآن مجید کے بارہ میں ظاہر کئے ہیں۔ مختصر الفاظ میں نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ وہ کسی ایسی کتاب کو الہامی نہیں مان سکتے جس میں کہ حیوانوں کے مارنے۔ اپنے دشمنوں سے سختی کرنے۔ اُنکو قتل کرنے غیر مذہب کے لوگوں کو کافر کہنے اور اُن کو قتل کرنے وغیرہ کی تعلیم موجود ہو۔ یا دوسرے لفظوں میں خدا کا کلام وہی کتاب ہو سکتی ہے۔ جس میں انسانوں یا حیوانوں کے قتل کرنے کی تعلیم موجود نہ ہو۔ وغیرہ وغیرہ اُن معیاروں میں سے جو سوامی دیانند کی تحریر کے مطالعہ سے مذہبی کتابوں کے الہامی ہونے یا نہ ہونے کے بارہ میں قائم کئے جا سکتے ہیں۔ یہ ایک معیار یا اصول ہے۔ سوامی دیانند نے اسی معیار سے اہل اسلام کی مقدس کتاب کو پرکھا اور اسی اصول کی بنا پر اس کو الہامی کتاب کے درجہ سے ساقط کر دیا۔ اور اس کی بجائے ویدوں کو الہامی یا خدا کا کلام قرار دیا۔ میں یہ نہیں کہونگا کہ سوامی دیانند کا یہ معیار غلط ہے۔ بلکہ دیکھنا چاہئے کہ آیا اسی معیار پر اگر ویدوں

کو رکھکر پرکھا جاوے تو وہ الہامی یا خدا کا کلام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ میں اس بات پر بحث نہیں کرونگا۔ کہ وید میں خرگوش ہرن اونٹ۔ بکرا بیل گائے وغیرہ کے مارنیکی اجازت ہے۔ یہ تو ویدوں کی معمولی سی بات ہے (دیکھو یجروید ادھیائے ۱۳) بلکہ میں اس بات پر بحث کرونگا کہ وید میں انسانوں کے ساتھ کس قسم کا سلوک روا رکھا گیا ہے۔

چوتھی فصل

سوامی دیانند اور وید

پیشتر اس کے کہ سوامی دیانند کے پیش کردہ معیار پر وید کو رکھکر پرکھا جاوے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں ایک اعتراض کا جواب دوں جس وقت میں نے پہلے ہی پہل ویدوں کے الہامی ہونے سے انکار کا اعلان کیا تھا اسوقت ویدوں کو الہامی ماننے والوں نے میری بات کا جواب دینے کی بجائے یہ حجت کھڑی کی تھی کہ چونکہ تم نے ویدوں کو نہیں پڑھا اس لئے تم کیونکر کہہ سکتے ہو کہ وید خدا کا کلام نہیں ہے۔ پس تمہارا کوئی حق نہیں ہے کہ تم ویدوں پر نکتہ چینی کرو۔ اگر اس حجت کو صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو سوال پیدا ہوگا کہ سوامی دیانند کا کیا حق تھا کہ انہوں نے قرآن پر نکتہ چینی کی جبکہ یہ امر واقعہ ہے کہ سوامی دیانند عربی۔ فارسی۔ اردو اور انگریزی سے قطعی محروم تھے۔ اور یہ بھی امر واقعہ ہے۔ کہ سوامی دیانند کے زمانے میں اگرچہ قرآن عربی میں موجود تھا اور اس کے تراجم فارسی اردو اور انگریزی میں بھی موجود تھے مگر ہندی میں اسکا کوئی ترجمہ نہیں تھا اور سوامی دیانند سوائے ہندی اور سنسکرت کے مذکورہ بالا زبانوں سے قطعی نابلد تھے اسی طرح سوامی دیانند کا کیا حق تھا کہ انہوں نے سکھوں کی مقدس کتاب گرنتھ صاحب پر نکتہ چینی کی۔ حالانکہ یہ کتاب گورمکھی میں ہے۔ اور سوامی دیانند گورمکھی سے بالکل ناآشنا تھے پس اگر ویدوں کو خدا کا کلام ماننے والوں کی مذکورہ بالا حجت کو تسلیم کر لیا جاوے تو سوامی دیانند

کی پوزیشن بہت نازک ہوجاتی ہے۔ اگر سوامی دیانند اس حجت کا قائل ہوتا تو وہ کم از کم قرآن اور گرنتھ صاحب کے بارے میں ایک لفظ بھی نہ لکھ سکتا۔ مگر سوامی دیانند ایک معقول انسان تھا اور وہ اس قسم کی نامعقول حجتوں کو زیادہ وقعت نہیں دیتا تھا جس طرح اس نے دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ کے ان تراجم کو جو کہ اُس کو مستند بتائے گئے تھے گو وہ درحقیقت مستند نہ ہوں۔ آگے رکھکر اُن پر نکتہ چینی کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح ہر ایک شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ سوامی دیانند کے وید بھاشیہ کو جو کہ سوامی دیانند اور آریہ سماج کے نزدیک مستند ہے۔ سامنے رکھکر ویدوں کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرے۔ سوامی دیانند نے قرآن پر نکتہ چینی کرنے سے پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ۔

"اگر کوئی کہے کہ یہ ترجمہ ٹھیک نہیں ہے۔ تو اس کو لازم ہے کہ مولوی صاحبان کے کیے ہوئے ترجموں کی پہلے تردید کرے۔ بعد ازاں اس مضمون پر قلم اٹھائے۔ دیباچہ چودھویں سمولاس نمبر ۴ ستیارتھ پرکاش"

اسی طرح جو شخص سوامی دیانند کے وید بھاشیہ کو مستند مانکر اس کی بنا پر ویدوں کے متعلق کچھ لکھتا ہے۔ اس کا وہ مضمون اُس وقت تک رد نہیں ہوسکتا جب تک کہ سوامی دیانند کے بھاشیہ کو غلط ثابت کر کے سوامی دیانند پر وہی فتویٰ نہ لگایا جاوے۔ جو کہ اُس نے مہیدھر وغیرہ مفسرین پر لگایا ہے۔ غالباً کوئی شخص بھی سوامی دیانند پر ایسا فتوے لگانے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ چونکہ سوامی دیانند ویدوں کو کلام الٰہی مانتا تھا اور ان کے لئے اس کے دل میں از حد عزت تھی۔ اور ویدوں کی خاطر ہی اس نے دیگر مذہب کی مقدس کتابوں کا کھنڈن کیا۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اُس نے ویدوں کی تفسیر کرتے وقت اس نیت سے کام لیا ہو جس نیت سے کہ اس کے نزدیک دیگر مفسرین وید نے کام لیا تھا۔ ویدوں کے بارے میں سوامی دیانند کے قول کی تصدیق سوامی دیانند کی تفسیر سے بڑھکر اور کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ میں اس بات کو ضروری نہیں سمجھتا کہ یہاں پر وید منتروں کی عبارت کو نقل کروں بلکہ میں اس ترجمہ کو بھی مع حوالجات کے پیش کرتا جاؤں گا۔ جو کہ سوامی دیانند نے کیا ہے اور جسکو میں نے لفظ بہ لفظ اردو حرف میں کتاب کی شکل میں

شائع کر دیا ہے۔ میں صرف اس بات کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ آیا ویدوں کو اسی روشنی میں پڑھکر اس روشنی میں کہ سوامی دیانند ان کو پیش کرتا ہے۔ اُن کو خدا کا کلام مانا جاسکتا ہے یا نہیں میں اب سوامی دیانند کے یجروید بھاشیہ میں سے چند منتر یہاں پر پیش کروں گا۔ اور یہ بتاؤنگا کہ خود سوامی دیانند کا اصول یا سدھانت کیا ہے جو کہ وہ قرآن پہ نکتہ چینی کرتے ہوئے ظاہر کر چکے ہیں۔ اور جس کی چند مثالیں میں اوپر درج کر چکا ہوں۔ اور وید کیا تعلیم دیتا ہے اور آیا وہ تعلیم سوامی دیانند کے خود مقرر کردہ معیار یا سدھانت کے مطابق خدا کی کتاب کی تعلیم ہوسکتی ہے یا کہ محض انسانی دماغ کی اختراع ہے۔ چنانچہ۔

دھرم کے مخالفوں کو زندہ آگ میں جلادو

سوامی دیانند نے لکھا ہے کہ جس کتاب کی یہ تعلیم ہو کہ جو تمہارے مذہب کو نہیں مانتے اُن کو قتل کر ڈالو ایسی تعلیم کو کوئیں میں ڈالدینا چاہئے۔ کیوں کہ ایسی کتاب اور اس کتاب کے خدا کو ماننے میں سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ ان کا نہ ہونا اچھا ہے۔ ایسے جاہلانہ مذہبوں سے عقلمندوں کو علیحدہ رہکر ویدوں کے احکام کو تسلیم کرنا چاہیئے کیونکہ ان میں جھوٹ ذرا بھی نہیں ہے۔ یہ سوامی دیانند کا پیش کردہ معیار ہے۔ اب اسی معیار پر وید کے احکام کو پرکھنا چاہیئے۔ وید میں لکھا ہے۔

"اے راج پرش! آپ دھرم کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں اے جاہ و جلال والے پرش وہ جو ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہے۔ آپ اسکو الٹا لٹکا کر خشک لکڑی کی طرح جلائیں"

(یجروید ۱۳/۱۲)

چونکہ وید کے مذکورہ بالا حکم میں دھرم کے مخالفوں کو زندہ آگ میں جلا ڈالنے کی تعلیم ہے اس لئے سوامی دیانند کے خود پیش کردہ معیار کے مطابق یہ تعلیم کنوئیں میں ڈالنے کے لائق ہے یا ماننے کے لائق؟ اس کا فیصلہ بڑا آسان ہے۔ اور سوامی دیانند کے اپنے ہی الفاظ میں ایسی کتاب اور اس کتاب کے خدا کو ماننے میں سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ بقول سوامی دیانند ان کا نہ ہونا اچھا ہے۔ اور کہ ایسی جاہلانہ تعلیم سے عقلمندوں کو علیحدہ رہنا چاہیئے چونکہ سوامی دیانند کا ارشاد نہایت معقول ہے۔ اس لئے میں ایسی کتاب

کو بقول سوامی دیانند سراسر نقصان دہ سمجھتا ہوں اور میں اس کو کسی صورت میں بھی خدا کی کتاب تسلیم نہیں کر سکتا۔ دیگر عقلمندوں کو بھی بقول سوامی دیانند ایسی جاہلانہ تعلیم سے علیحدہ رہنا چاہیئے۔

دشمنوں کے گاؤں کو اُجاڑ دو

سوامی دیانند نے لکھا ہے کہ یہ سخت بے شرمی کی بات ہے۔ کہ ایک طرف تو لوٹ مچائی جاوے۔ ڈاکے مارے جائیں اور دوسری طرف یہ بھی کہا جاوے۔ کہ یہ خدا کی تعلیم ہے جس مذہب میں ایسی تعلیم ہو اس کو ترک کرکے ویدوں کو نہ ماننا سخت بُری بات ہے۔ سوامی دیانند کا مذکورہ بالا معیار بہت عمدہ ہے۔ اب اسی معیار پر ویدوں کی تعلیم کو رکھکر دیکھنا چاہیئے۔ وید میں لکھا ہے۔

"اے تیغ دھاری ودوان پرش! آپ تیز رو دشمن کے کھانے پینے یا دیگر کام کاج کے مقامات کو اچھی طرح اُجاڑیں اور ان کو اپنی تمام طاقت سے ماریں" (یجروید ۱۳/۱۲)

چونکہ مذکورہ بالا وید منتر میں جس کا کہ سوامی دیانند نے خود ہی ترجمہ کیا ہے۔ دشمنوں کے کھیتوں کو اُجاڑنے۔ اور ان کے گاؤں کو لوٹنے کا حکم ہے۔ اس لئے بقول سوامی دیانند یہ سخت شرم کی بات ہے۔ کہ ایسی تعلیم کو خدا کی طرف منسوب کیا جاوے میرے نزدیک سوامی دیانند کی بات زیادہ معقول ہے۔ بہ نسبت اس حکم کے جو کہ وید میں خدا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اگر میں ایسی تعلیم کو ترک نہ کروں تو یہ بقول سوامی دیانند سخت بُری بات ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ میں وید کو خدا کا کلام نہیں مانتا۔ اور نہیں مان سکتا اور کسی بھی حق پسند کو اس قسم کی تعلیم کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہوئے ڈرنا چاہیئے۔

اپنے مخالفوں کو شیر کے منہ میں ڈال دو

سوامی دیانند کا سدھانت ہے کہ جس طرح دوسرے لوگ اگر تم سے دشمنی کریں تو وہ تم کو بُرے لگتے ہیں۔ اسی طرح اگر تم ان سے دشمنی کرو گے تم اُن کو بُرے لگو گے پس دشمنی کی بنا پر دوسروں کو قتل کرنا اور اپنے آپ کو دشمنی سے باز نہ رکھنا موذی لوگوں کا کام ہے۔ کیونکہ یہ سخت طرفداری اور خود غرضی کی بات ہے۔ سوامی دیانند کا سدھانت

بہت عمدہ ہے۔ مگر وید اس کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ لکھا ہے۔

"جس ایذا رساں شخص کی ہم لوگ مخالفت کرتے ہیں یا جو ایذا دینے والا ہم سے دشمنی کرتا ہے۔ اس کو ہم شیر وغیرہ کے منہ میں ڈال دیں (یجروید ۱۵/۱۵)

مذکورہ بالا وید منتر میں بقول سوامی دیانند اس بات کی تعلیم ہے کہ اگر ہم کسی سے دشمنی کریں تو وہ شخص شیر کے منہ میں ڈالا جاوے۔ اور اگر وہ شخص ہم سے دشمنی کرے تو بھی اُسی کو شیر کے منہ میں ڈالا جائے۔ گویا دونوں صورتوں میں اسی کو ملزم گردانا گیا ہے پس بقول سوامی دیانند آیا یہ سخت موذی پن ہے یا نہیں۔ اس کا فیصلہ عقلمند خود کر سکتے ہیں۔ اس میں سخت طرفداری اور خود غرضی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اگر دشمنی کی سزا شیر کے منہ میں ڈالنا ہی ہے۔ تو پھر ہم کو کسی سے دشمنی کرنے کی پاداش میں شیر کے منہ میں کیوں نہ ڈالا جاوے پس بقول سوامی دیانند یہ محض خود غرض لوگوں کی تعلیم ہے۔ خدا کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ سوامی دیانند کا سدھانت ہے کہ جس طرح تم دوسروں کو دُشت اور کافر کہتے ہیں۔ اسی طرح وہ تم کو دشٹ اور کافر کہتے ہیں

دویش کرنے والوں کو ہوا سے ہلاک کر دو

پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اُن کو تو قتل کیا جاوے۔ اور تم کو چھوڑ دیا جاوے جس کتاب میں ایسی تعلیم ہو۔ وہ خدا کی کتاب نہیں ہو سکتی۔ سوامی دیانند کے اس سدھانت کے مطابق وید کا دوسرا منتر لیکر دیکھا جاتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"جس دشٹ سے ہم لوگ دویش کریں۔ یا جو دُشٹ ہم سے دویش کریں۔ ہم انکو ان ہواؤں سے ہلاک کریں" (یجروید ۱۵/۱۶)

سوامی دیانند کے مذکورہ بالا سدھانت کے مطابق وید کا یہ منتر کسی صورت میں بھی خدا کا کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں دویش کرنے والے دونوں ہیں مگر ایک کو تو ہلاک کرنے کی تعلیم ہے اور دوسرے کو جو دویش کرتا ہے۔ ہلاک کرنے کی کوئی تعلیم نہیں ہے۔ یہ محض انسانی دماغ کی اختراع ہے۔ پس بقول سوامی دیانند یہ بات چھوڑنے کے قابل ہے۔

راجہ ہمارے دشمن کو شیر کے منہ میں ڈال دے

سوامی دیانند نے لکھا ہے کہ جو لوگ بے گناہ ہوں کو مارتے. غدر مچاتے. اور دوسروں سے دشمنی کرتے ہیں. وہ سخت موذی ہیں اور یہ کہ جس کتاب میں اس قسم کی تعلیم ہو. وہ کتاب جاہلوں کی کتاب سمجھنی چاہیئے. سوامی دیانند کا ارشاد بہت معقول ہے. مگر وید میں لکھا ہے.

"ہم لوگ جس سے دشمنی کریں. اور جو ہم سے دشمنی کرے. اس کو ہم شیر وغیرہ کے منہ میں ڈال دیں. راجہ بھی اس کو شیر کے منہ میں ڈال دے (یجر وید $\frac{17}{15}$)

یہ سوامی دیانند کا وید منتر کا خود کردہ ترجمہ ہے. اسمیں ان لوگوں کو جو ہم سے دشمنی نہ رکھتے ہوں. مگر چونکہ ہم ان سے دشمنی رکھتے ہیں. اس لئے انکو شیر کے منہ میں ڈال دینا چاہئے اور اگر ہم خود ایسا نہ کر سکیں. تو راجہ کی مدد سے اس کو شیر کے پنجرے میں ڈال دینا چاہئے خواہ وہ بھلا مانس کتنا ہی چلائے کہ مہاراج میں آپ کا دشمن نہیں ہوں بے شک وہ ہمارا دشمن نہیں ہے. لیکن ہم تو اُس کے دشمن ہیں. اس لئے اس کی سزا موت ہے کیسا اعلیٰ بالانصاف ہے. ایسی کتاب کو خدا کا کلام ماننا بقول سوامی دیانند سخت جہالت ہے

اپنے مخالفوں کو پانی میں غرق کر دو

اگر خدا نخواستہ ہم کسی ایسی جگہ رہتے ہوں. جہاں اپنے دشمنوں کو ہم شیر کے منہ میں نہ ڈال سکیں یا شیر ہم کو وہاں نہ ملے. تو ہم اپنے دشمنوں سے کیا سلوک کریں اس کا حل وید میں لکھا ہے.

"جس سے ہم دویش کرتے ہیں. یا جو ہم سے دویش کرتا ہے. اس کو ہم ہوا اور پانی کے دکھ دینے والے گن روپی منہ میں ڈال دیں" (یجر وید $\frac{18}{15}$)

یا دوسرے الفاظ میں ہم کو چاہیئے کہ اپنے دشمنوں کو جہاز میں بھر کر سمندر میں غرق کر دیں. یا کنوئیں. تالاب اور دریا میں ڈبو دیں. الغرض ان کو اس دنیا سے رخصت ضرور کر دینا چاہیئے. کیونکہ وید کی یہی تعلیم ہے.

اپنے دشمنوں کو درندوں سے چروا دو

مگر جو ویدوں کو خدا کا کلام ماننے والے

ہیں. اُن کی تمام کوشش یہی ہونی چاہیئے. کہ وہ اپنے دشمنوں کو درندوں کے منہ میں ڈال دیں چنانچہ لکھا ہے.

"ہم لوگ جس دُشٹ سے دویش کریں یا جو ہم سے دویش کرے. اُس کو ہم لوگ خونخوار جانوروں کے منہ میں ڈال دیں" (یجر وید $\frac{19}{15}$)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں کے ایسے ایسے منتر اس وحشی زمانہ کی یاد ہیں جبکہ انسانوں کو درندوں سے چروا ڈالا جاتا تھا چنانچہ رومیوں کے زمانہ میں غلاموں کو شیروں کے آگے ڈال کر پھڑوا ڈالا جاتا تھا. اگرچہ غلام لوگ اپنے آقاؤں کے بدخواہ نہیں ہوتے تھے. مگر چونکہ آقا ان کو ناپسند کرتے تھے.

اس لئے وید منتر کے عین مطابق وہ غلاموں کو درندوں سے مروا ڈالتے تھے. انڈرو کلیز نامی غلام کی اسی قسم کی کہانی بہت سے لوگوں نے سنی ہوگی.

دشمنوں کو تڑپا تڑپا کر مارو

وید کے منتر جس قسم کے زمانہ کی یاد دلاتے ہیں. اسکو سامنے لاکر بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں. سوامی دیانند نے ہر چند اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے. کہ وید وحشی لوگوں کے گیت نہیں ہیں. مگر خود اُن کے وید بھاشیہ سے جابجا اس بات کا پتہ لگتا ہے کہ وید درحقیقت اس وحشی زمانہ کی مقدس یادگار ہے جبکہ غلاموں محکوموں. یا دشمنوں کو انواع واقسام کی اذیتوں سے ہلاک کیا جاتا تھا اور ہلاک کرنے والے. اس میں خاص لذت پاتے تھے. چنانچہ سوامی دیانند کے وید بھاشیہ میں لکھا ہے

"جن سے ہم لوگ نفرت کرتے ہیں. یا جن کو ہم ناراض کرتے ہیں. یا جو ہم کو دُکھ دیتے ہیں. اُن کو ہم ان ہواؤں کے منہ میں ڈال کر اس طرح دُکھ دیں جس طرح بلّی کے منہ میں چوہا" (یجر وید $\frac{65-66}{}$)

اس سے معلوم ہوتا ہے. کہ جن لوگوں کو پروہت لوگ ناپسند کرتے تھے. یا جن سے وہ ناراض ہو جاتے تھے. ان کو وہ ہوا میں معلق لٹکا کر اس طرح تڑپا تڑپا کر مارا کرتے تھے جس طرح بلّی چوہے کو مارتی ہے. چنانچہ تین منتروں میں متواتر اس بات کا

ذکر آیا ہے۔ کہ جن لوگوں سے تم نفرت کرتے ہو۔ یا جن لوگوں سے تم ناراض ہو یا جو لوگ تم
تکلیف کا موجب ہیں۔ اُن کو اس طرح تڑپا تڑپا کر مار دو۔ جس طرح بلی چوہے کو مار
اگرچہ پیچھے لکھا جا چکا ہے۔ کہ وید میں اُن کو اُلٹا کر کے زندہ آگ میں جلا ڈالنے کی
بھی تجویز کی گئی ہے۔ مگر چوہے کی طرح تڑپا تڑپا کر مارنا بے رحمی اور سنگ دلی کی انتہا
ہے۔ جس کتاب میں اس قسم کی تعلیم ہو وہ کتاب بقول سوامی دیانند انسان کی رو
کو شل حیوان کے بنانے۔ امن میں خلل ڈالنے۔ فساد مچانے۔ انسانوں میں نا اتفاقی پھیلانے
تکلیف کو بڑھانے والی ثابت ہوتی ہے۔ اور بقول سوامی دیانند ایسی کتاب نہ خدا کی
بنائی ہوئی ہو سکتی ہے۔ نہ کسی عالم کی۔

دشمنوں کے گاؤں کو جلا دو

دشمنوں کے ساتھ جس بیرحمی کا سلوک کرنے کی وید م
تعلیم دی گئی ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ علاوہ ازیں
دشمنوں کے گاؤں کو جلا کر خاک سیاہ کر دینے کی
میں جا بجا تعلیم دی گئی ہے۔ چنانچہ خود سوامی دیانند ایک منتر کا بدیں الفاظ ترجمہ
کرتا ہے۔

"اے طاقتور اور روشن ضمیر عالم انسان! جس طرح ہم لوگ روز کھوٹے
سو بھاؤ والوں کے گاؤں کو آگ کی مانند مارنے والے تجھ خوبصورت و دوان
کو سب طرح سے دھارن کریں۔ اسی طرح تو ہم کو دھارن کر" (یجر وید ۲۶/۱۱)

اے راجہ! جس طرح حفاظت کرنے والے عالم کا پوتر شاگرد سکھ دینے وا

... ...

... ...

... ...

آگ وغیرہ پدارتھوں کو حاصل کر کے ویدوں کے علم کو جاننے والا ہو کر دشمنوں کو
مارنے والا اور دشمنوں کے گاؤں کو تباہ کر کے آپ کے جاہ و حشمت کو دوبالا کرتا
اسی طرح دیگر ودوان لوگ بھی آپ کو ودیا اور دولت سے ترقی دیں (یجر وید ۳۲/۱۱)

مذکورہ بالا وید منتروں سے صاف ظاہر ہے کہ کس طرح دشمنوں کے گاؤں کو آگ لگانے
اور ان کو تباہ کرنے کے کام کو "روشن ضمیر انسانوں" اور "ویدوں کے عالموں" کا فرض
منصبی قرار دیا گیا ہے۔ سوامی دیانند نے قرآن اور بائبل پر نکتہ چینی کرتے ہوئے جا بجا
اپنے اصول کا بدیں الفاظ اظہار کیا ہے کہ جس کتاب میں اس قسم کی تعلیم ہو۔ وہ عالموں
کی کتاب نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کو وحشیوں کی کتاب کہنا چاہیئے۔ سوامی دیانند کی
اس کسوٹی پر پرکھنے سے اس بات کا افسوس سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وید بھی عالموں
کی کتاب ثابت نہیں ہوتے۔ اُس کو خدا کا کلام ماننا تو محض کفر ہے۔

عورتوں کو قتل عام کرنے کا حکم

سوامی دیانند نے قرآن پر نکتہ چینی کرتے ہوئے
اعتراض نمبر ۱۴۰ میں اپنے خیالات کو بدیں الفاظ
ظاہر کیا ہے کہ جو کتاب یا خدا اس قسم کی تعلیم دیتے ہوں کہ بلا وجہ غدر مچاؤ۔ بیٹھے بٹھائے
لوگوں کو خواہ مخواہ تکلیف دو اور اپنے مطلب کی خاطر دوسروں کی گردنیں کاٹو وہ
کتاب نہ تو خدا کی کتاب ہو سکتی ہے اور نہ ایسا خدا ماننے کے لائق ہے۔ قرآن میں اس
قسم کی تعلیم ہے یا نہیں۔ اس بات کا جواب قرآن والے دیں۔ لیکن اس میں شک نہیں
کہ سوامی دیانند کا معیار بہت درست ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ سوامی دیانند ویدوں سے
کیسی تعلیم نکالتے ہیں۔ پہلے دکھایا جا چکا ہے کہ ویدوں کی تعلیم کے مطابق دشمنوں سے
کس قسم کا سلوک کیا جانا چاہیئے۔ وہ تو مردوں کی بابت تھا۔ اب عورتوں کی بابت بھی دیکھو
چنانچہ لکھا ہے۔

"اے سپہ سالار کی استری! تو میدان جنگ کی خواہش کرتی ہوئی دور دیش میں جا کر
دشمنوں سے لڑائی کر اور ان کو مار کر فتح حاصل کر تو۔ ان دور دراز کے ملکوں میں رہنے
والے دشمنوں میں سے ایک کو بھی مارنے کے بغیر مت چھوڑ" (یجر وید ۴۵/۱۷)

سوامی دیانند کے معیار کے مطابق مذکورہ بالا وید منتر نہ تو خدا کا حکم ہو سکتا ہے
نہ خدا کی کتاب کا کیونکہ اس میں اپنے ملک سے دور بیٹھے ہوئے لوگوں کو خواہ مخواہ تنگ
کرنے ان پر جا کر چھاپہ مارنے اور ان کا قتل عام کرنے کی تعلیم ہے۔ وہ بھی مردوں کے

ہاتھ سے نہیں بلکہ عورتوں کے ہاتھ سے جس صورت میں کہ ویدوں کے زمانے میں عورتیں دشمنوں کا قتل عام کرتی ہوں۔ اس صورت میں مرد جس قدر ان کی گردنیں کاٹتے ہوں اسی قدر تھوڑا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں میں بعض منتر ایسی خوفناک اور خطرناک اسپرٹ اپنے اندر رکھتے ہیں جو کہ اس وحشی زمانہ کی یاد ہے جبکہ ویدوں کے منتر گھڑے (گئے)۔ یہ کہنا کہ ایسے منتروں کا پرکاش خدا نے خود ہی شروع آغاز دنیا میں کیا تھا بالکل جہالت اور بقول سوامی دیانند خدا کی ذات پاک پر ایک بدنما دھبہ ہے۔

بدکرداروں کی گردن کاٹو

سوامی دیانند نے ظاہر کیا ہے۔ کہ جو کتاب یہ تعلیم دیتی ہو کہ بدکرداروں یا کافروں کی گردن کاٹو اُن کی بیخ کنی کرو اور اس کام میں ان کا خدا اُن کی مدد کرتا ہو۔ نہ تو وہ کتاب خدا کی ہوسکتی ہے۔ نہ ایسا خدا۔ خدا ہوسکتا ہے۔ بلکہ یہ سب اس کتاب کے مصنف کا فریب سمجھنا چاہیئے۔ سوامی دیانند کا یہ اصول بہت اچھا ہے۔ مگر دیکھنا چاہیئے کہ آیا وید اس اصول کے مطابق خدا کی کتاب ثابت ہوسکتا ہے۔ یا نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"اے انسان جس طرح میں بدکرداروں کی گردن کاٹتا ہوں ویسے تو بھی کاٹ"

(یجروید ۲۲/۵)

سوامی دیانند کے خود ساختہ معیار کے مطابق جس وید میں اس قسم کی تعلیم ہو جس کو ویدوں کے ماننے والے بدکردار ہونے کا فتوے دے دیں۔ اس کی ہی گردن کاٹ دی جائے۔ خواہ وہ دراصل بدکردار نہ بھی ہو۔ وہ کتاب کسی صورت میں بھی خدا کی کتاب نہیں ہوسکتی اور دوسرے اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ کوئی بدکردار ہے۔ تو کیا اسکی بدکرداری کا علاج اسکی گردن کاٹنا ہی ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں کوئی ڈاکٹر یہ نہیں کہے گا کہ بیماری کا آسان علاج بیمار کی گردن کاٹنا ہے۔ اگر خدا کو یہ منظور ہے کہ انسان روحانی امراض سے شفا پائیں تو ان امراض کا علاج ہونا چاہیئے نہ کہ مریضوں کی ہی گردن کاٹ دینی چاہیئے۔ پس بقول سوامی دیانند وید خدا کی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ یہ محض چند انسانوں کے خیالات کے اظہار کا مجموعہ ہے۔ ان خیالات میں سے بعض اچھے ہیں اور بعض سخت وحشیانہ

اور فاسد ہیں۔

مخالفوں کو حبس دوامی کی سزا

ایسے لوگوں کو جو ہماری کسی ناجائز حرکت سے ہم سے ناراض ہوجاتے ہوں کیا سزا ملنی چاہیئے ان کے متعلق وید میں لکھا ہے۔

"جو دشٹ ہم لوگوں سے مخالفت کرتا ہے۔ یا جس دشٹ سے ہم لوگ مخالفت کرتے ہیں تم اس بدکردار دشمن کو مختلف زنجیروں سے جکڑوا اور اسکو ان زنجیروں سے کبھی مت چھوڑو"

(یجروید ۱۵-۲۶/۱)

گویا اس کو ہمیشہ کے لئے قید میں ہی ڈال دیا جائے۔ خواہ وہ ہم سے دشمنی نہ بھی کرتا ہو اور ہمارا بڑا خیر خواہ ہو۔ مگر چونکہ ہم اس سے دشمنی کرتے ہیں۔ اس لئے اس کو قید کردو۔ یہ محض انصاف کا خون کرنا ہے۔

دشمنوں کے ساتھ قید میں سلوک

اور پھر ایسے قیدیوں کے ساتھ قید خانے کی کوٹھڑی میں کیا سلوک کرنا چاہیئے۔ اس کا ذکر بدیں الفاظ کیا گیا ہے۔

"اے دشٹ انسان تو کبھی بھی ہدایت کی روشنی حاصل نہ کرسکے۔ تیرا آنند دینے والا علم کا رس تجھے کبھی بھی آنند نہ دے"

(یجروید ۲۶/۱)

موجودہ گورنمنٹوں کا قاعدہ ہے کہ وہ قیدیوں کی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام کرتی ہیں اور ان کو سدھارنے کی کوشش کرتی ہیں مگر وید کہتا ہے کہ ایسے قیدیوں کو جنکو ہم نے اس لئے عمر قید کی سزا دی ہے کیونکہ ہم ان سے ناراض ہوگئے ہیں کبھی بھی ہدایت کی روشنی نصیب نہ ہو اور وہ ہمیشہ علم سے محروم رہیں بلکہ اپنا پہلا لکھا پڑھا بھی بھول جائیں ایسی خوفناک تعلیم کو بقول سوامی دیانند خدا کی طرف منسوب کرنا سخت جہالت ہے۔

جائز و ناجائز طریقوں سے مخالفوں کو ہلاک کرو

اپنے مخالفوں کو ہلاک کرنے میں جائز و ناجائز وسائل کی مطلق پرواہ نہیں کرنی چاہیئے چنانچہ لکھا ہے۔

"اے انسان ... جس طرح بھی دشمنوں کو ہلاک کیا جاسکے اسی قسم کے کام کرکے سدا ہی راحت سے زندگی بسر کر" (یجروید ۲۵/۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمنوں کو ہلاک کرنے کے لئے خواہ تم کو ناپاک سے ناپاک شرمناک سے شرمناک کام بھی کرنا پڑے تو بھی کر ڈالو۔ دھرم ادھرم کی مطلق پرواہ نہ کرو۔ ایسی تعلیم کو خدا کی طرف منسوب کرنا سخت ظلم ہے بلکہ بقول سوامی دیانند اس قسم کی باتیں مصنفوں کے اپنے ہی فاسد خیالات ہوتے ہیں۔ خدا کو ان سے کیا تعلق۔

دشمنوں کی ہلاکت کیلئے پرارتھنا سوامی دیانند کے نزدیک دشمنوں کی ہلاکت کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کرنا جہالت کی بات ہے جیسا کہ پہلے دکھایا جا چکا ہے۔ لیکن ویدوں میں جا بجا ایسے منتر آتے ہیں جن میں صرف پرماتما سے دشمنوں کی ہلاکت کے لئے پرارتھنا کی گئی ہے۔ بلکہ خود پرماتما نے بتایا کہ ویدوں کو اسکا کلام کہا جائے۔ ایسے منتروں کا پرکاش کیا ہے۔ مثلاً

(۱) "اے پرماتمن! میں بدکردار یا دشمنوں کی ہلاکت کے لئے ... آپ کو اپنے دل میں قائم کرتا ہوں" (یجروید ۱/۱۲)

(۲) "اے پرمیشور! میں دشمنوں کی ہلاکت کے لئے ... آپکو اپنے دل میں قائم کرتا ہوں۔ اے سب کو دھارن کرنے والے پرمیشور ... میں دشمنوں کی ہلاکت کے لئے آپکو ... بار بار اپنے دل میں قائم کرتا ہوں" (یجروید ۱/۱۸)

سوامی دیانند کے معیار کے مطابق ویدوں کے اس قسم کے منتر جن میں کہ پرماتما سے دشمنوں کی ہلاکت کے لئے پرارتھنا کی گئی ہے محض جہالت کی علامت ہے جس کتاب میں اس قسم کی باتیں ہوں۔ اس کو بقول سوامی دیانند خدا کا کلام ماننا سخت جہالت ہے۔ پس وید کلام الٰہی نہیں۔

اپنے دشمنوں کی بیخکنی کرو وید میں ایسے تمام انسانوں کے قتل کی تعلیم ہے۔ جو ویدوں کے معیار کے مطابق بدکردار۔ بداطوار خود غرض۔ ظالم۔ دان پن نہ کرنے والے ہیں مثلاً

"... وید کو چاہیئے کہ کوشش کرکے بدکردار اور بداطوار انسان کی یقیناً بیخکنی کروں۔ اور جو دان دھرم سے خالی ظالم۔ بدکردار دشمن ہیں۔ ان کی صریحاً بیخکنی کروں" (یجروید ۱/۷)

اس منتر سے ہر ایک شخص جو ویدوں کو خدا کا کلام ماننے والوں کے کسی انسٹی ٹیوشن کو دان نہیں دیتا۔ یا وہ ان کی مخالفت کرتا ہے وہ ظالم۔ بدکردار اور ویدوں کا دشمن ہے۔ یہیں مذکورہ بالا سزا کا مستحق ہوسکتا ہے۔ ایسے منتروں کو خدا کی طرف منسوب کرنا جو ہر ایک نیک و بد کو روزی دیتا اور ان کی پرورش کرتا ہے سخت گناہ ہے۔ بقول سوامی دیانند ایسی کتاب نہ خدا کی ہوسکتی ہے۔ نہ کسی عالم اور نیک شخص کی۔

نہایت ہی نامعقول اور کمینہ پن کی دعا یوں تو وید کے جس قدر منتر اوپر درج کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک سے ایک خطرناک تعلیم کا مظہر ہے۔ لیکن بعض منتروں میں پرماتما سے اور راجہ سے سخت نامعقول اور کمینگی سے بھری ہوئی پرارتھنا کی گئی ہے۔ مثلاً:-

"اے پرماتمن آپ کی کرپا سے ہم لوگوں کے پانی اور اناج وغیرہ نباتات سرشٹ متر (دوست) کی مانند ہوں اور جو ہم لوگوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ یا جس سے ہم لوگ دشمنی کرتے ہیں اس کے لئے جل اور اناج وغیرہ سب کے سب دُکھ دینے والے دشمن کی مانند ہوں" (یجروید ۲۲/۶)

سوامی دیانند نے اس قسم کی پرارتھناؤں کو ستیارتھ پرکاش میں محض جہالت کی پرارتھنائیں لکھا ہے۔ کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے کہنے سے پرماتما ہمارے دشمنوں کے اناج اور پانی کا دروازہ کبھی بند نہیں کرسکتا۔ اور پھر یہ کس قدر کمینہ پن کی دعا ہے کہ ہم پرماتما سے یہ دعا کریں کہ اناج۔ پانی اور ہوا ہمارے لئے تو آرام دینے کا موجب ہوں لیکن جن لوگوں سے ہم دشمنی کرتے ہیں۔ خواہ وہ لوگ ہم سے دشمنی نہ بھی کرتے ہوں یا جو لوگ ہم سے ہماری کسی ناجائز حرکت پید دشمنی کرتے ہوں۔ ان کے لئے اناج۔ پانی اور ہوا زہریلی ہو جائیں اور وہ ان کو کھانے پینے کے ساتھ ہی مر جائیں اس ملک میں بعض کمبخت جاہل عورتوں کی عادت ہے کہ جب وہ آپس میں لڑا جھگڑا کرتی ہیں تو وہ ایک دوسرے کے دودھ

پوت کی تباہی کے لئے بد دعا کیا کرتی ہیں۔ دشمنوں کے بارے میں یہ پرارتھنا کرنا کہ ان کے
ہوا۔ پانی اور اناج کو پرماتما زہریلا کر دے۔ اسی قسم کی کمینہ پن کی پرارتھنا ہے جو کہ جاہل
کے مذکورہ بالا فعل سے بھی بدتر ہے۔ کیا وہ پرماتما جس نے ہر ایک نیک و بد کے لئے ا
پانی ہوا اور سورج اور زمین کو یکساں پیدا کیا ہے وہ ایسا کمینہ ہو سکتا ہے کہ وہ انسا
کو اس قسم کا الہام دے کہ تم مجھ سے دعا کیا کرو کہ میں تمہارے دشمنوں کے لئے پانی۔ ہ
اناج کو زہریلا کر دوں۔ حالانکہ وہ ان لوگوں کو بھی ہوا اور پانی وغیرہ دیتا ہے۔ جو کہ پرما
کو گالیاں دیتے ہیں اور وہ اُن کی بھی پرورش کرتا ہے جو پرماتما کی ہستی سے منکر ہیں
وہ زہریلے سانپوں اور خطرناک درندوں کو بھی یہ چیزیں دیتا ہے۔ پھر یہ کیونکر تسلیم کیا
جائے کہ وہ انسانوں کو مذکورہ بالا قسم کی سخت نامعقول اور کمینہ پن کی پرارتھنائیں کر
کا اپدیش کر سکتا ہے۔ یقیناً وہ اس قسم کی کمینگی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ جب سوامی دیا
جیسا معقول شخص بھی اس قسم کی دعاؤں کو جہالت بتاتا ہے۔ تو کیا پرماتما سوامی دیانند
بھی معقول نہیں ہے۔ کہ وہ اس قسم کی پرارتھنا کرنے کے لئے انسانوں کو اپدیش نہ کر
پس اس قسم کے منتروں کو خدا کی ذات پاک کی طرف منسوب کرنا۔ خدا پر خطرناک نامعقول
اور کمینہ پن کا الزام لگانا ہے۔ الغرض ویدوں میں اپنے دھرم کے مخالفوں یا دشمنوں ک
بیخکنی کرنے ان کی گردنیں کاٹنے۔ ان کو زندہ آگ میں جلانے۔ سمندر میں غرق کرنے
درختوں سے لٹکا کر مارنے شیروں اور بھیڑیوں اور دیگر خطرناک درندوں کے منہ میں ڈال
اور ان کو انواع واقسام کے عذابوں سے مارنے کے بارے میں سینکڑوں منتر درج ہیں
مذکورہ بالا چند منتر نمونہ کے طور پر صرف یجر وید میں سے پیش کئے گئے ہیں۔ ان منتروں
کا ترجمہ وہی کیا گیا ہے۔ جو کہ سوامی دیانند نے کیا ہے۔ جب میں ان منتروں کا مطالعہ کر
ہوں تو میری روح کانپ جاتی ہے۔ کہ میں وید کو خدا کا کلام مانوں چنانچہ میں اس کو
خدا کا کلام ماننا سخت کفر اور گناہ سمجھتا ہوں۔ اور میرا یہ خیال ہے کہ کوئی بھی دیانتدار
شخص ویدوں کی ایسی تعلیم کو دیکھ کر ان کو خدا کا کلام تسلیم نہیں کرے گا۔ یہ تعلیم
اس وقت چنداں نقصان دہ معلوم نہ ہو۔ اس لئے کہ اس پر عمل کرنے کے لئے ہمارے

تہ میں پولیٹکل یا حکومت کی طاقت نہیں ہے۔ لیکن ایسی تعلیم کے خوفناک نتائج کا اسوقت
لگ سکتا ہے جبکہ یہ تعلیم ایک ایسی قوم کے ہاتھ میں آجاتی ہے۔ جو کہ برسر حکومت ہو اور وہ
اپنے دشمنوں یا مذہب کے مخالفوں کی سزادہی کے لئے آخری فتوے ویدوں سے مانگتی
ہو۔ اس صورت میں وید اپنے دشمنوں کے ساتھ اسی سلوک کا فتوے دے گا جس کا
اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ چونکہ اس فتوے کو عملی جامہ پہنانے والے پروہت ہوتے ہیں
پس پروہت اپنی مرضی یا حاکم کی مرضی یا اپنے دلی جذبات یا انتقام کی سیری کیلئے
حسب موقع وید میں سے اپنے مخالفوں کی ہلاکت کا فتوے نکال دیگا۔ اس طرح
الہامی کتاب بقول مسٹر ہیوم پروہتوں کے ہاتھ میں انسانوں کی روحوں پر جور و ظلم
کرنے کا ایک ہتھیار بنا رہا ہے اور بنا رہ سکتا ہے۔ چونکہ ہندوستان میں حکومت کرنے
والی پارٹی کی مشیر کار ہمیشہ پروہت کلاس رہی ہے۔ اس لئے پروہت کلاس نے حاکموں
کے ہاتھ سے ان ہی ویدوں کی تعلیم کی آڑ میں اپنے مخالفوں یا دشمنوں کے ساتھ جس
بیدردی اور سنگدلی کا سلوک کیا ہے بقول مسٹر ہیوم تاریخ کے اوراق اس کی یاد میں
خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ ایسے حالات میں ہر ایک دیانتدار شخص کو مسٹر ہیوم کے مفصلہ
ذیل سخت مگر درست الفاظ کے ساتھ بالکل اتفاق کرنے کیلئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔

"خواہ سوامی دیانند اس سے دس گنا عالم اور نیک دل بھی ہوتا جتنا کہ وہ درحقیقت
ہے خواہ اُس کے ارادے اس سے سو گنا ٹھیک اعلیٰ اور بے غرضانہ ہوتے جتنے کہ وہ ہیں
پھر بھی یہ ہر ایک شخص کا خواہ وہ کتنا ہی ادنیٰ اور کم علم ہو مگر اُس نے تاریخ کی شہادت
سے اس نہایت ہی خطرناک عقیدے کے سخت خطرناک نتائج سے آگاہی حاصل کر لی ہے
فرض ہونا چاہیئے کہ وہ کم از کم اس پہلو میں سوامی دیانند کی بہادرانہ مخالفت کرے
جبکہ وہ اس عقیدے کو (کہ وید خدا کا کلام ہے) بطور ایک سند کے ہم سے منوانیکی
کوشش کرتا ہے اور اسکو صاف الفاظ میں بتایا جاوے کہ اگرچہ وہ دیگر معاملات
میں ایک دیوتا کہا جا سکتا ہے۔ مگر اس عقیدے میں اسکی پوزیشن ایک ایسے
غدار کی پوزیشن ہے جو کہ انسانی بہبودی اور صداقت کے حق میں خطرناک غداری

کررہا ہو۔"

(تھیوسوفسٹ مارچ ۱۸۹۳ء)

ایک ضروری سوال

اب یہاں پر یہ ضروری سوال پیدا ہوتا ہے۔ سوامی دیانند نے کتاب کو الہام کے درجہ سے ساقط کرنے کے لئے جو معیار قائم کیا ہے۔ اور جس معیار کی بنا پر جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے۔ وہ اہل اسلام کی مذہبی کتاب کو خدا کی کتاب ہونے کے درجے سے ساقط کر چکے ہیں۔ بلالحاظ اس کے کہ انھوں نے اس کے مطالب کو سمجھا یا نہیں۔ اب جبکہ اسی معیار پر ویدوں کی تعلیم کو خود سوامی دیانند کے الفاظ میں رکھ کر پرکھا جاتا ہے۔ تو وید صرف یہی نہیں کہ خدا کی کتاب ثابت نہیں ہوتے بلکہ وہ ایک بدترین کتاب ثابت ہوتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ سوامی دیانند نے اُن کو خدا کا کلام تسلیم کیا۔ یہ ایک ایسا گہرا اور پیچیدہ سوال ہے کہ جس کا جواب سوامی دیانند کے نوشتوں کے سوائے دوسری جگہ ملنا مشکل ہے۔ جب سوامی دیانند کے نوشتوں کو کھولا جاتا ہے تو ہمیں پتہ لگتا ہے کہ سوامی دیانند۔ دیانتداری کا اس قدر معتقد نہیں تھا جس قدر کہ وہ دشمن کو نیچا دکھانے کا طرفدار تھا۔ وہ مسٹر ہربرٹ سپنسر کے الفاظ میں حق وحقانیت کی فتح کا زیادہ خواہشمند تھا چنانچہ ستیارتھ پرکاش کے گیارھویں سمولاس میں اس کے الفاظ مفصلہ ذیل ہیں۔

"اب اس میں غور کرنا چاہیئے کہ اگر جیو برہم کی ایکتا اور دنیا کا جھوٹا ہونا شنکر آچاریہ کا ذاتی اعتقاد تھا تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں اور اگر جینیوں کی تردید کے لئے اس اعتقاد کو اختیار کیا ہو تو کچھ اچھا ہے" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۸۵)

سوامی دیانند کی مذکورہ بالا تحریر سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر مخالف کو نیچا دکھانے کے لئے ایک غلط اعتقاد کو درست بھی مان لیا جائے تو یہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ وہ اپنے اس اصول کے مطابق نہ صرف سوامی شنکر اچاریہ کو ہی ریاکار ثابت کرتا ہے۔ بلکہ وہ خود بھی ریاکاری کو کوئی اخلاقی گناہ نہیں مانتا۔ اور میں ایک وید منتر کے ذریعہ پیچھے دکھا آیا ہوں کہ خود وید نے اس بات کی تعلیم دی ہے کہ مخالف کو نیچا دکھانے کے لئے تمام جائز اور ناجائز وسائل سے کام لینا چاہیئے۔ ایسے وید منتر کی موجودگی میں مخالفوں کو سرنگوں کرنے کی

طرح اگر سوامی دیانند ریاکاری کو کوئی اخلاقی گناہ نہیں سمجھتا تو اس کے ضمیر کو کوئی تنگی محسوس نہیں ہو سکتی جبکہ وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ جس خدا کو وہ مانتا ہے یا جس خدا کی طرف وہ وید کو منسوب کرتا ہے۔ خود وہ خدا بھی انسانوں کو ریاکاری کی اجازت دیتا ہے لیکن جو شخص اس قسم کے اخلاقی تنزل کی تعلیم کو خدا کی طرف منسوب نہیں کرتا یا جو دیانتداری کو ریاکاری پر ترجیح دیتا ہے۔ وہ یہ مناسب سمجھے گا کہ ویدوں کو انسانوں کی بنائی ہوئی کتاب تسلیم کرے بہ نسبت اس کے کہ وہ محض مخالفوں کو نیچا دکھانے کے لئے انکو خدا کا کلام مان کر ریاکاری کا جامہ اوڑھے۔ یہاں پر سوال کیا جائے گا کہ سوامی شنکر اچاریہ نے تو بودھوں کو نیچا دکھانا تھا جو خدا کی ہستی کے قائل نہیں تھے۔ یا ویدوں سے منکر تھے۔ لیکن سوامی دیانند نے اُن لوگوں کو نیچا دکھانے کے لئے دیانتداری کے ہتھیار کو ہاتھ سے پھینک کر ویدوں کو خدا کا کلام مانا۔ اس کا جواب بڑا آسان ہے جبکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ سوامی دیانند کے سامنے مسلمانوں نے ایک ایسی کتاب کو پیش کیا جس کو کہ وہ خدا کا کلام تسلیم کرتے تھے۔ سوامی دیانند نے اس کتاب کو خدا کا کلام تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ایک کتاب کی بجائے چار کتابیں خدا کی طرف منسوب کر کے مسلمانوں کی بات کا جواب دیدیا۔ اسی طرح جب مسیحی لوگوں نے بائیبل کے بعض نوشتوں کو پانچ ہزار سال کا پرانا بنایا تو سوامی دیانند نے اُن کی تردید کا آسان طریقہ یہ سمجھا کہ اس نے اُن کے مقابلہ میں ویدوں کو ایک ارب کئی کروڑ برس کا پرانا بتا دیا اس طرح اس نے پنجابی کی ضرب المثل جاٹ کے سر پر کھاٹ اور تیلی کے سر پر کولھو رکھنے کا عمل کیا ورنہ امر واقعہ تو یہ ہے کہ کسی کتاب کو الہامی ہونے کے درجہ سے ساقط کرنے کیلئے سوامی دیانند نے جو معیار مقرر کیا ہے اور جو اوپر دکھایا جا چکا ہے۔ اسی معیار پر پرکھنے سے وید ایک بدترین کتاب ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اسمیں اپنے دشمنوں کے ساتھ محض اس بنا پر کہ ہم ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ ایسے ظالمانہ سلوک کی تعلیم دی گئی ہے جس کا کہ اس کتاب میں جس کو کہ سوامی دیانند وحشیوں کی کتاب قرار دیتا ہے۔ نام ونشان بھی نہیں ملتا۔ یہ تعلیم کہ ان لوگوں سے جو تم کو تنگ کرتے ہیں۔ یا تم پر ظلم کرتے ہیں یا تمہارے عیال و اطفال کو انواع واقسام کی تکالیف پہنچاتے ہیں۔ تم اُن کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ڈیفنڈ کرو۔ اس قدر خوفناک نہیں ہے،

جس قدر کہ یہ تعلیم خطرناک ہے کہ تم لوگوں کو زندہ آگ میں جلادو۔ سمندر میں غرق کردو۔ شیر وں کے
منہ میں ڈال دو۔ درندوں سے چروادو جو خواہ تم سے کسی قسم کی دشمنی یا عناد نہ رکھتے ہوں
تم اُن سے ناخوش ہو۔ یا اُن کو بُرا سمجھتے ہو۔ یا اُن سے دشمنی رکھتے ہو۔ یہ ایسی تعلیم ہے جو
کا ضابطہ تو ایک طرف دنیا کے مروجہ قوانین کے مطابق بھی قابل تعریف نہیں کہی جا سکتی
کیونکہ جہاں مروجہ قوانین گورنمنٹ سلف ڈیفنس کو بعض حالات میں جرم قرار نہیں
دیتے وہاں وہ آفنسو پالیسی کو مطعون گردانتے ہیں۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ سوامی دیانند
سلف ڈیفنس کی تعلیم کو تو وحشیوں کی تعلیم بتاتا ہے۔ لیکن وہ آفنسو پالیسی کی ہو
تعلیم کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ حالانکہ کوئی دیانتدار شخص اپنی آنکھ کے شہتیر
تنکا اور دوسرے کی آنکھ کے تنکے کو شہتیر ظاہر نہیں کرے گا۔ بلکہ اس کی دیانتداری کا
تقاضا یہ ہوگا کہ تنکا خواہ مخالف کی آنکھ میں ہو خواہ اس کی اپنی آنکھ میں ہو وہ اسے
تنکا ہی کہے اور حتی المقدور اُسکو نکالنے کی کوشش کرے۔ مگر جیسا کہ اوپر دکھایا جا چکا
سوامی دیانند نے اپنے مخالفوں کی کتابوں کے تنکے کو شہتیر اور ویدوں کے شہتیروں کو
تنکے بلکہ سرمہ کے خوبصورت ڈورے ظاہر کیا ہے۔ اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں
ہو سکتی کہ وہ محقق کی پوزیشن میں مسٹر ہربرٹ سپنسر کے الفاظ میں ملکی۔ قومی۔ نسلی اور
پیدائشی تعصبات سے آزاد نہیں تھا چنانچہ ان کی تحریر سے جابجا اس بات کا پتہ لگتا
ہے۔ مثلاً وہ برہمو سماجیوں کا کھنڈن کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(۱) وید۔ دیا سے بے بہرہ لوگوں کے خیالات بالکل سچے کیونکر ہو سکتے ہیں ....
ان لوگوں میں اپنے ملک کی ہمدردی بہت کم ہے۔ انہوں نے عیسائیوں کے
چلن بہت سے اختیار کئے ہیں۔

(۲) اپنے ملک کی تعریف یا بزرگوں کی بڑائی کرنی تو دور رہی اس کے عوض میں
پیٹ بھر کر مذمت کرتے ہیں۔ لیکچروں میں عیسائی وغیرہ انگریزوں کی تعریف
دل کھول کر کرتے ہیں۔ برہما وغیرہ مہرشیوں کے نام بھی نہیں لیتے۔

(۳) بھلا جب آریہ ورت میں پیدا ہوئے اور اس ملک کا اَن و دانہ کھایا پیا اور

اب بھی کھاتے پیتے ہیں تو اپنے ماں، باپ۔ دادا کے راستہ کو چھوڑ کر دیگر غیر ممالک کے
مذہبوں کی طرف زیادہ مائل ہو جانا اور برہم سماجی اور پرارتھنا سماجیوں کا اس ملک
میں رہکر علم سنسکرت سے بے بہرہ ہو کر اپنے کو عالم ظاہر کرنا۔ انگریزی پڑھکر پنڈت
کا گھمنڈ کرنا اور فوراً ایک مذہب چلانے کے لئے راغب ہو جانا یہ انسانوں کیلئے
مستحکم اور ان کی ترقی کرنے والا کام کیونکر ہو سکتا ہے۔

(۴) انگریز مسلمان چنڈال وغیرہ سے بھی کھانے پینے کی تمیز نہیں رکھی....
.. .. .. انھوں نے یہی سمجھا ہو گا کہ کھانے اور ذات
کا امتیاز توڑنے سے ہم اور ہمارا ملک سدھر جائے گا لیکن ایسی باتوں سے سدھار
تو کہاں ہے۔ الٹا بگاڑ ہوتا ہے۔

(۵) جب کل سچائیاں ویدوں سے حاصل ہوتی ہیں جن میں کہ جھوٹ ذرا بھی
نہیں ہے تو اُن کے تسلیم کرنے میں شک کرنا اپنا اور دوسرے کا محض نقصان
کرنا ہے۔ اسی وجہ سے تم کو آریہ ورتی لوگ اپنا نہیں سمجھتے اور تم آریہ ورت کی ترقی
کا باعث بھی نہیں ہو سکتے۔

(۶) بھلا وید وغیرہ سچے شاستروں کو مانے بغیر تم اپنے قول کی سچائی اور جھوٹ کی آزمائش
اور آریہ ورت کی ترقی بھی کبھی کر سکتے ہو جس ملک کو بیماری ہوئی ہے اسکی دوائی
تمہارے پاس نہیں ہے اور یورپین لوگ تمہاری پرواہ نہیں کرتے اور آریہ ورتی
لوگ تمکو دیگر مذہب والوں کی مانند سمجھتے ہیں۔ اب بھی سمجھ کر وید وغیرہ کی قدر کرنے
ملک کی ترقی کرنے لگو تو بھی اچھا ہے"

(۷) ہم اور آپ کو نہایت مناسب ہے کہ جس ملک کی اشیاء سے اپنا جسم بنا اور اب بھی پرورش
پا رہا ہے اور آیندہ پائیگا۔ اسکی ترقی تن۔ دھن سے سب لوگ فکر محبت سے کریں اسئے
جیسا کہ آریہ سماج ملک آریہ ورت کی ترقی کا باعث ہے ویسا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

(ستیارتھ پرکاش سمولاس ۱۱)

مذکورہ بالا چند اقتباسات سے پتہ لگ سکتا ہے کہ سوامی دیانند ملکی۔ قومی۔ نسلی اور
پیدائشی تعصبات کا شکار تھا۔ گو اس سے اس کا اعلیٰ درجہ کا پولٹیکل ریفارمر۔ اور دیش بھگت

ہونا تو ثابت ہوتا ہے جوکہ کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔ لیکن وہ بے لاگ محقق اور صداقت کا طرفدار نہیں تھا یہی وجہ ہے کہ دیگر مذہبی کتب کے اصلی یا فرضی عیوب کے برخلاف تو وہ بے رحمی سے کلہاڑا چلاتا گیا۔ لیکن جب ان سے ہزار درجہ بڑھکر عیوب اس کو ویدوں میں نظر آئے تو اس کا ہاتھ کانپ گیا۔ وہ صرف یہی نہیں کہ ان عیوب کے برخلاف آواز نہ اٹھا سکا بلکہ اس نے ایک مامتا کی ماری ہوئی ماں کی طرح جو دوسروں کے بچوں کو خواہ وہ کیسے ہی خوبصورت اور صاف ستھرے ہوں نفرت کرتی ہو اور اپنے پیٹ سے پیدا شدہ بچے کو خواہ وہ کیسا ہی لولا۔ لنگڑا۔ لُنجا اور اندھا ہو چُوم چاٹ کر چھاتی سے لگا لیتی ہو۔ ویدوں کی مذکورہ بالا سخت خطرناک تعلیم کو اپنے معیار اور اصول کے برخلاف پاکر بھی نہایت ہی پیار اور محبت کے ساتھ نہ صرف اپنے دل میں جگہ دی بلکہ انکو خداوند قدوس کی کتاب تسلیم کیا۔ ان تمام حالات کا مطالعہ کرکے ہر ایک حق پسند شخص اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ویدوں کو خدا کا کلام تسلیم کرنے میں سوامی دیانند نے دیانتداری کو ریاکاری پر قربان کر دیا اور اپنے اس فعل کی تائید میں اس نے سوامی شنکر آچاریہ کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا، جیسا کہ پیچھے دکھایا جا چکا ہے۔ بسترہیوم کے الفاظ میں حق دھقانیت کے تمام عاشقوں کو اس بات پر واقعی افسوس کرنا چاہئیے۔

پانچویں فصل

ویداور عالمگیر شانتی

اب میں اس بات پر بحث کرونگا کہ ویدوں کو خدا کا کلام ماننے والے جو یہ دعوے کرتے ہیں کہ دنیا میں جس قدر جنگ و جدال، قتل و خون اور مادہ پرستی کا اس وقت زور ہے وہ سب ویدوں کی تعلیم سے بے بہرہ رہنے کا باعث ہے اور کہ اگر دنیا میں ویدوں کی تعلیم پھیل جائے تو چاروں طرف امن و امان اور عالمگیر شانتی کا راج ہو جائیگا۔ دیکھنا چاہئیے کہ یہ دعوے واقعات کی بنا پر کہاں تک سچ ہے۔ بیشتر اس کے کہ اس باب کو شروع کیا

جائے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک دفعہ سوامی دیانند کے اس قول کو جس کو میں پیچھے بھی نقل کر چکا ہوں۔ یہاں پر دوبارہ نقل کر دوں۔ سوامی دیانند ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں۔

"اس قسم کی پرارتھنا کبھی نہ کرنی چاہئیے اور نہ پرمیشور اس کو قبول کرتا ہے جیسا کہ یہ ہو کہ اے پرمیشور! آپ میرے دشمنوں کو فنا کرو۔ مجھ کو سب سے بڑا بناؤ۔ میری ہی نیک نامی ہو اور سب میرے ماتحت ہو جائیں وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ اگر دونوں دشمن ایک دوسرے کے فنا ہونے کے واسطے پرارتھنا کریں تو کیا پرمیشور دونوں کو فنا کردیوے اگر کوئی کہے کہ جس کی محبت زیادہ ہوگی اس کی پرارتھنا سپھل ہو جائے گی تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس کی محبت کم ہو اس کا دشمن بھی کم درجہ فنا ہونا چاہئیے۔ ایسی جہالت کی پرارتھنا کرتے کرتے کوئی ایسی پرارتھنا بھی کرنے لگ جائیگا وغیرہ (سمولاس ۷)

سوامی دیانند کی یہ پوزیشن جیسا کہ پیچھے دکھایا جا چکا ہے۔ بالکل معقول ہے۔ اس معقولیت کے مقابلے میں ویدوں کے وہ تمام منتر جو کہ اوپر درج کئے جا چکے ہیں بالکل لغو ہو جاتے ہیں اور خود سوامی دیانند کے قول کے مطابق وہ محض جہالت کی پرارتھنائیں رہ جاتے ہیں اور یہ ہے بھی بالکل ٹھیک۔ کیونکہ اگر ان منتروں کو خدا کا کلام مان لیا جائے تو خدا کی پوزیشن ایک تماش بین انسان سے زیادہ بہتر ثابت نہیں ہو سکتی۔ جن لوگوں کو بٹیر یا مرغ لڑانے کا شوق ہوتا ہے۔ ان کا قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے اپنے جانوروں کو خوب موٹا تازہ کرتے ہیں اور پھر لڑانے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ جب وہ لڑتے لڑتے تھک جاتے ہیں تو وہ ان کو پانی اور تھاپی دے کر پھر لڑاتے ہیں۔ چونکہ وہ تماش بین ہوتے ہیں اسلئے وہ دانستہ جانوروں کو آپس میں لڑاتے ہیں۔ اگر ویدوں کے مذکورہ بالا منتروں کو خدا کا کلام تسلیم کر لیا جاوے تو خدا کی پوزیشن ہمارے نزدیک اسی قسم کے ایک تماش بین انسان کی سی ہو جاتی ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے منتروں کا الہام دینے والا ہم کو بھی اناج، پانی، ہوا، سورج کی روشنی وغیرہ نعمتوں سے بہرہ ور کرتا ہے۔ اور جن کے حق میں وہ ہمیں یہ بد دعا کرنے کی تعلیم دیتا ہے کہ یہ چیزیں ان کے لئے زہر ہو جائیں وہ انکو بھی یہی چیزیں

عطا کرتا ہے بلکہ اکثر صورتوں میں اُن کو ہم سے زیادہ بہتر اور کثرت سے دیتا ہے۔ اب ہمیں تو خدا وید میں یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم اپنے دشمنوں کی ہلاکت کے لئے مجھ سے یہ دعا کرو ادھر وہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ جاسکتا ہے اور ان کو ہر ایک قسم کی چیزوں سے مدد دیتا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ وہ ہمارے دشمنوں کو بھی یہی دعا سکھاتا ہے کہ وہ ہماری ہلاکت کے لئے اس سے بد دعا کریں۔ اب ایک طرف تو ویدوں میں دئے گئے الٰہی احکام کے مطابق ہم اپنے دشمنوں کے لئے بد دعا کر رہے ہیں اور ان کی ہلاکت کے منصوبے سوچ رہے ہیں اور دوسری طرف ہمارے دشمن ہماری ہلاکت کے لئے بد دعا کرتے اور منصوبے سوچتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ ہم دونوں ہی ویدوں کے منتروں سے اپنے اپنے رویہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ گو ایسی حالت میں خدا ایک طرف ہمارے دل میں بھی دشمنوں کے ساتھ لڑنے کا جوش بھر رہا ہے اور دوسری طرف ہمارے دشمنوں کے دل میں بھی ہمارے مقابلہ پر ڈٹے رہنے کا خیال مضبوط کر رہا ہے۔ سوچنا چاہیئے کہ آیا خدا کی یہ پوزیشن جو کہ وید ہمیں بتاتا ہے بعینہ مرغ انسان کی سی پوزیشن نہیں ہے۔ ورنہ اگر خدا درحقیقت ہمارے دشمنوں کی ہلاکت چاہتا ہو۔ یا وہ درحقیقت پانی۔ ہوا۔ اناج وغیرہ کو ان کے حق میں زہریلا کرنا چاہتا ہو تو اُسکو کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ وہ ان باتوں کی تکمیل کے لئے ہمارے کانوں میں آکر پھونک مارے اور ہم کو یہ الہام دے کہ ہم اس سے دعا کریں کہ ہمارے دشمنوں کے لئے۔ پانی۔ ہوا اناج وغیرہ زندگی کے سامان سب کے سب زہریلے ہو جائیں جب وہ قادر مطلق اور علیم کل ہے۔ تو کیوں نہیں وہ اپنے علم سے جان کر زیادتی کرنے والوں اور پاپیوں کے لئے اپنی ہوا کو بند کر دیتا۔ پانی کو خشک کر دیتا۔ یا اناج کو زہر ہلاہل بنا دیتا۔ یا کسی اور طریقہ پر سزا دیدیتا۔ اس کو ہماری دعا یا سفارش کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ تاوقتیکہ ہم اُس کو لُولا۔ لنگڑا یا گونگا۔ بہرا۔ یا سویا ہوا نہ فرض کر لیں جس کو کہ پاپیوں کا ناش کرنے کے لئے اسی طرح جا کر اطلاع دینے یا جگانے کی ضرورت ہو سکتی ہے جس طرح کہ ہم کوتوالی میں جا کر جگاتے یا مطلع کرتے ہیں چونکہ خداوند قدوس کی ذات پاک ان باتوں سے ارفع و اعلیٰ ہے اسلئے لازمی طور پر یہی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ مذکورہ بالا قسم کی پرارتھنائیں نہ تو خدا کا کلام ہیں نہ انکو خدا

کی طرف منسوب کرنا چاہیئے بلکہ بقول سوامی دیانند یہ سب محض جاہلوں کے اپنے خیالات ہیں جو کہ خداوند قدوس کی ذات والا صفات سے اندھیرے میں تھے اور وہ خدا کو محض اپنے ہی شہر کا کوتوال سمجھتے تھے۔ اگر ویدوں کے منتروں کے بنانے والوں کو خداوند قدوس کی ذات کے بارے میں کماحقہٗ علم ہوتا تو وہ کم از کم اس سے اس قسم کی نامعقول پرارتھنائیں کبھی نہ کرتے۔ مگر چونکہ وہ خود غیظ و غضب اور حسد و بغض کا شکار تھے اسلئے انھوں نے دشمنوں کیلئے بھی جو پرارتھنائیں کی ہیں وہ غیظ و غضب حسد و بغض کی مجسم تصویریں ہیں۔ شاکیہ منی گوتم بدھ کی تعلیم میں یہ خیال بہت زبردست الفاظ میں پایا جاتا ہے کہ دشمن کو دشمنی سے دور نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ محبت سے دور کیا جاسکتا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے دشمن تم سے محبت کریں تو تم ان سے محبت کرو یہی خیال ہمیں حضرت عیسیٰ مسیح کی تعلیم میں ملتا ہے جبکہ وہ بدیں الفاظ ایدیش کرتے ہیں:۔

تم سن چکے ہو کہ کہا گیا ہے۔ اپنے پڑوسی سے دوستی رکھا اور اپنے دشمن سے عداوت لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو۔ اور جو تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو جو تم سے کینہ رکھیں اُنکا بھلا کرو اور جو تمہیں دُکھ دیں اور ستاویں اُن کے لئے دعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے فرزند بنو۔ کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں پر یکساں اگاتا ہے اور راستوں اور ناراستوں پر مینہ برساتا ہے۔ کیونکہ اگر تم ان ہی کو پیار کرو جو تمہیں پیار کرتے ہیں تو تمہارے لئے کیا اجر ہے۔ کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے۔ (متی باب ۵ آیت ۴۴ سے ۴۷)

حضرت عیسیٰ مسیح کی مذکورہ بالا تعلیم ویدوں کے مذکورہ بالا منتروں کی تعلیم سے بدرجہا افضل ہے۔ اگر حضرت مسیح اور ویدوں کے منتروں کے الہام دینے والے کا باہم مقابلہ کرنا ہو تو یقیناً حضرت مسیح کا درجہ ایسے الہام کے مالک سے لاکھوں گنا بڑھکر رہے گا۔ کیونکہ حضرت مسیح خداوند قدوس کی سپرٹ میں مجسم پریم۔ عفو اور درگزر کی تعلیم دیتے ہیں جبکہ ویدوں کے مذکورہ بالا منتروں کا پرکاشک (جیسا کہ ویدوں کو الہامی ماننے والوں کا خیال ہے) نہایت ہی کینہ توز بغض و حسد اور غیظ و غضب کا شکار نظر آتا ہے۔

رسول عربی حضرت محمدؐ صاحب کی مقدس اور پاکیزہ زندگی سے بھی ایسے بہت سے واقعا
پیش کئے جاسکتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپ کو انواع واقسام کی تکالیف دی تھیں آپ پر
چلاتے تھے کیچڑ پھینکا تھا۔ گالیاں دی تھیں آپ کو مارا تھا۔ زخمی کیا تھا۔ آپ کے دانت
توڑے تھے اور آپ کے قتل کے منصوبے باندھے تھے بگھر سے بے گھر کر دیا تھا۔ آپ کا اور آ
اصحاب کا مال و دولت اور گھر بار بھی لوٹ لیا تھا لیکن جب اس قسم کے آپکے دشمن آپکے
گرفتار کر کے لائے گئے یا لائے جاتے تو آپ ہمیشہ انکو معاف کر دیتے اور آپنے کبھی کسی دشم
سے بدلہ نہ لیا بلکہ اُحد کے موقع پر جبکہ آپ کو دشمنوں نے زخمی کر کے ایک غار میں پھینک دیا
تو آپ کے کئی رفقا نے آپ سے عرض کیا کہ آپ خداوند قدوس سے ایسے بدکردار دشمنوں
ہلاکت کیلئے بد دعا کریں تو آپ نے کمال نرمی اور استقلال سے فرمایا۔

"اِنِّی لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَلٰکِنْ بُعِثْتُ دَاعِیًا وَرَحْمَۃً۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِی فَاِ
لَا یَعْلَمُوْنَ" (رحمۃ اللعٰلمین صفحہ ۱۱۱)

"یعنی میں اپنے دشمنوں پر لعنت کرنے یا اُن کے حق میں بد دعا کرنے کیلئے نہیں بھیجا گیا
بلکہ مجھے خداوند قدوس نے اس خدمت پر مامور کیا ہے کہ میں انکو خداوند کی طرف
بلاؤں اور انکے حق میں ابر رحمت بنوں۔ اے میرے خداوند تو میری قوم کو ہدایت
دے کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ میرے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں"

یقیناً حضرت محمدؐ صاحب کی یہ سیرت حسن اخلاق اور درگزر کا ایک نمونہ ہے۔ لیکن بڑ
افسوس کے ساتھ اس بات کا اقبال کرنا پڑتا ہے کہ دشمنوں سے درگزر کرنے اُن کی بہبود
چاہنے اور اُن سے پریم و محبت کرنے کی تعلیم کا جو عملی نمونہ مہاتما بدھ حضرت عیسیٰ مسیح اور حضر
محمدؐ صاحب اپنی اپنی مقدس زندگیوں میں دکھا گئے۔ اس کا یعنی دشمنوں کے ساتھ نیک
کرنے یا ان سے درگزر کرنے کا وید میں کہیں نام و نشان بھی نہیں ملتا بلکہ جابجا یہی تعل
ہے کہ دشمنوں کی گردنیں کاٹو۔ ان کو زندہ آگ میں جلا دو۔ شیروں سے پھڑوا دو۔ سمندر
غرق کر دو۔ درندوں سے چروا دو پھانسی پر چڑھا دو وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ ویدوں کو خدا
کلام کہا جاتا ہے۔ اگر خدا کا کلام یہی ہے تو یقیناً ایسے خدا سے مہاتما گوتم بدھ حضرت عیس

اور حضرت محمدؐ صاحب کی ذات والا صفات ارفع و اعلیٰ سمجھنی چاہئے۔ ایسی صورت میں ایم
تا ہے کہ ہم ایسے خدا کی بجائے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا مُنہ مہاتما بدھ یا حضرت عیسیٰ مسیح
حضرت محمدؐ صاحب کی طرف پھیر دیں یا اس بات کو تسلیم کریں کہ خداوند قدوس کی ذات
الاصفات۔ ان الزاموں سے مبرّا ہے جو کہ وید کے منتروں میں اس پر لگائے گئے ہیں۔
یکہ وید کسی صورت میں خداوند قدوس کا کلام نہیں ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ وید میں اپنے
منوں کے لئے سخت سے سخت سزائیں اور کمینہ سے کمینہ بد دعائیں تجویز کی گئی ہیں بلکہ خوفناک
نگ وجدال کی بھی تعلیم دی گئی ہے۔ وہ لوگ جو ویدوں کو خدا کا کلام مانتے ہیں ان کا یہ دعو
ے کہ دنیا میں اسوقت جس قدر جنگ وجدل اور کشت وخون ہو رہے ہیں وہ اسوقت تک
وقوف نہیں ہوں گے جب تک کہ ویدوں کا پرچار نہیں ہوگا اور کہ دنیا میں اگر عالمگیر امن
کی بادشاہت قائم ہو سکتی ہے۔ تو وہ محض ویدوں کے پرچار سے ہی ہو سکتی ہے۔ ویدوں کی تعلیم
کی موجودگی میں یہ دعویٰ ایسا بے بنیاد دعوے معلوم ہوتا ہے کہ جس سے بڑھکر بے بنیاد اور جھوٹا
دعویٰ دنیا میں کوئی نہیں ہوگا جو لوگ ایسا دعوے کرتے ہیں غالباً انہوں نے ویدوں کا مطالعہ
نہیں کیا ہوگا کم از کم اگر وہ سوامی دیانند کے یجروید بھاشیہ کا ہی مطالعہ کر لیں جس کو میں نے
عام لوگوں کی واقفیت کے لئے اردو کا جامہ پہنا دیا ہے تو ان کا یہ خیال اس طرح اُنکے
دل سے کافور ہو جائے گا جس طرح کہ سورج کے سامنے شبنم۔ پیشتر اس کے کہ میں جنگ و
جدال اور کشت وخون کے بارے میں وید منتروں کو یہاں پر درج کروں میں ایک دوسرے
دعوے پر بھی یہاں پر چند جملے لکھ دینا چاہتا ہوں چنانچہ وہ لوگ جو ویدوں کو خدا کا کلام
مانتے ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابتدائے آفرینش میں ابھی انسان پیدا ہوا ہی تھا کہ اس کی
رہبری کیلئے وید نازل ہو گئے۔ یہ ایک عام بات ہے کہ پیدائش کے وقت انسان کا دل بالکل
صاف اور ہر ایک قسم کی شرارتوں سے پاک ہوتا ہے۔ اسوقت اسکے دل پر جو بات نقش کرنا
چاہو وہ آسانی سے نقش ہو سکتی ہے۔ ابتدائے آفرینش کے بچوں کے دل بھی حسب قاعدہ تمام
شرارتوں سے پاک تھے۔ اور وہ آپس میں دنگا فساد کشت وخون نہیں کرتے تھے۔ اس وقت
اگر ان کو کسی قسم کی تعلیم کی ضرورت تھی تو وہ آپس میں پریم۔ محبت صلح سے رہنے کی تعلیم کی

ضرورت تھی۔ یہ بات تو ان کے کان تک بھی نہیں پہنچنی چاہئے تھی کہ تم آپس میں جنگ کرو۔ تیر کمان بناؤ۔ توپ اور بندوق تیار کرو۔ فوجیں بھرتی کرو۔ اپنے دشمنوں کی گردنیں کاٹ ڈالو۔ زندہ آگ میں جلا دو۔ مگر ابتدائے آفرینش میں انسانوں کو کشت و خون جنگ و جدل مار دھاڑ دشمنی اور عداوت کی تعلیم دینے والا اگر کوئی ہو سکتا ہے۔ تو وہ ویدوں کے منتر تھے جن کو پڑھکر وہ ان خطرناک باتوں کا شکار ہو گئے اور انھوں نے ویدوں کو پڑھکر تیر۔ کمان۔ توپ۔ بندوق۔ تلوار۔ ہتھیار وغیرہ بنانے سیکھے اور یہ خود ان لوگوں کا جو کہ ویدوں کو سب سے پہلا الہام مانتے ہیں دعوےٰ ہے کہ ویدوں میں اس قسم کے ہتھیار بنانے کی تعلیم موجود ہے۔ بنی نوع انسان کا کوئی بھی خواہ۔ توپ اور بندوق اور دوسرے خطرناک ہتھیاروں کے موجد یا معلم کو مبارکباد دینے کے لئے تیار نہیں ہوگا جبکہ یہ امر واقعہ ہے کہ ان چیزوں نے زمین کے فرش کو انسانی خون سے رنگ ڈالا اور ان چیزوں کو انسانوں کے حق میں لعنت اور شرارت بتا دیا۔ بہت سے بنی نوع انسان کے بہی خواہ یہ تجاویز سوچنے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں کہ اس شرارت اور لعنت کو کیونکر دور یا کم از کم گھٹایا جا سکتا ہے۔ اگر یہ دعوےٰ سچ ہے کہ ویدوں کا الہام ابتدائے آفرینش میں ہوا۔ اگر یہ دعوےٰ بھی سچ ہے کہ ویدوں نے ہی سب سے پہلے اپنے ہم جنسوں کا گلا کاٹنے کیلئے اس قسم کے ہتھیار بنانے کی تعلیم دی (جیسا کہ ویدوں کو الہامی ماننے والے بتا رہے ہیں) تو زمین کی موجودہ لعنت کا سرچشمہ وید کو قرار دینا بالکل مناسب اور درست ہوگا۔ لیکن اگر یہ کہا جاوے کہ ویدوں کے اظہار سے پیشتر دنیا میں اس قسم کے کشت و خون اور جنگ و جدل جاری تھے [illegible] ویدوں کی تعلیم سے پہلے ہی لوگ توپ۔ بندوق اور تیر و کمان سے ایک دوسرے کو ہلاک کر رہے تھے تو ان سے صرف یہی نہیں کہ اس دعوے کی کہ ویدوں کا الہام شروع دنیا میں ہوا تردید ہو جاتی ہے۔ بلکہ ویدوں کے سر پر یہ الزام عاید ہو جاتا ہے کہ جس صورت میں کہ یہ جنگ و جدل اور کشت و خون ویدوں سے پہلے ہی جاری تھے تو ویدوں نے اپنی تعلیم سے بجائے ان کا خاتمہ کرنے یا صلح کی تعلیم دینے کے جلتی آگ پر اور بھی گھی ڈال دیا اور جنگ و جدل کشت و خون کرنے۔ فوج بھرتی کرنے۔ تیر کمان۔ توپ۔ بندوق اور انواع واقسام کے آتشیں اور بجلی کے اسلحہ تیار کرنے کی ایسی خطرناک تعلیم دی کہ تمام دنیا شعلہ زار بن گئی

[illegible]ر کے طور پر میں اس نہایت ہی خطرناک کشت و خون اور جنگ و جدل کی تعلیم دینے والے [illegible]ند وید منتروں کو یہاں پر یجروید میں سے پیش کرتا ہوں۔

(۱) وہ جو ہوائی جہاز میں بیٹھ کر ہوا میں اڑتے ہیں جن کے تیر ہوا کی مانند چلنے والے ہیں ان پرانوں کی مانند بہادروں کو ہمارا ستکار ہو" (یجروید ۱۶/۲۵)

(۲) جن کے تیر بارش کی مانند برسنے والے ہیں، ہم لوگ دشمنوں کو مارنے والے ان بہادروں کا ستکار کرتے ہیں" ۱۶/۵۱

(۳) اے سپہ سالار! آپ ہم کو دلی راحت دینے والے ہوں۔ آپ ہماری حفاظت کی خاطر تلوار۔ توپ۔ بندوق کو گرہن کریں۔ آپ ہرن کی کھال کو پہنے ہوئے ہماری حفاظت کیلئے آئیں اور دشمنوں کی زبردست فوج کو درخت کی مانند کاٹ کر فتح کیجئے ۱۶/۵۱

(۴) اے سور کی مانند سونے سے نفرت کرنے والے راجہ! آپ کے جو انواع واقسام کے ہتھیار ہیں وہ ہمارے سوائے دشمنوں کو مارنے کا موجب ہوں۔ ۱۶/۵۲

(۵) اے خوش قسمت سپہ سالار! آپ اپنے زور آور بازوؤں سے بے شمار ہتھیاروں کا کما حقہ استعمال کرنے والے ہیں ۱۶/۵۳

(۶) اے انسانو! جس طرح ہم لوگ ہزاروں جیو جنتوؤں سے بھری ہوئی اور زمین کے ہزاروں یوجن لمبے چوڑے دیش ودیشانتروں میں اپنی کمان کو چلّے پر چڑھاتے ہیں اسی طرح تم بھی کرو ۱۶/۵۴

(۷) ہم لوگ دشمنوں کو مارنے اور انکو تاڑنے کا کام کرنیوالوں کا ستکار کرتے ہیں ۱۶/۴۵

(۸) ہم لوگ رو در رو ہو کر دشمن کو مارنے والے۔ تیر بنانے والے۔ کمان بنانیوالے تیر و تفنگ چلانے والے تم لوگوں کا ستکار کرتے ہیں۔ ۱۶/۴۶

(۹) جو دشمنوں کو پہلے سے ہی گھیر لیتے اور قید کر لینے والے اور دشٹوں کو مارنے اور ان کی بالکل بیخکنی کرنے والے اور دشمنوں کو کاٹنے والے اور ہرے بالوں والے نوجوان یا ہرے درختوں کو اناج اور پانی دیتا ہے۔ وہ سکھ کو پراپت ہوتا ہے۔ ۱۶/۴۷

(۱۰) وہ جو جنگل میں رہنے والوں کو۔۔ ۔۔تیز رفتار فوج کے سپہ سالار کو تیز رفتار بیلوں کے مالک کو جوان کو دشمنوں کو مارنے والے اور ان کو تتر بتر کرنے والے بہادروں اور ایلچیوں کو اناج دیتے ہیں، وہ فتح نصیب ہوتے ہیں۔ ۱۶/۳۴

(۱۱) اے راجہ اور پرجا کے پرشو! اتم لوگ علم اور فتح لگاتے والے اور ان کا مناسب استعمال کرنے والے پرشوں کا ستکار کرو۔ ۔۔ سپہ سالار اور کمان افسروں کا باجہ بجانے والے بینڈ ماسٹر کا اور بہادروں کو میدان جنگ میں جوش دلانے کیلئے رزمیہ گیت گانے والے کا ستکار کرو۔ ۱۶/۳۵

(۱۲) راجہ اور پرجا کے پرشوں کو چاہیئے کہ وہ بہت سے ہتھیاروں سے مسلح اور تیروں سے بھرے ہوئے ترکش والے کا ستکار کریں تیز ہتھیاروں اور توپ، بندوق سے مسلح فوج کے سپہ سالار کا ستکار کریں خوبصورت ہتھیاروں والے اور عمدہ کمانوں والے پرشوں اور ان کے محافظوں کو اناج دیں۔ ۱۶/۳۶

(۱۳) راج ادھیکاری پرشوں کو چاہیئے کہ وہ دشمنوں کو رلانے والے اور دشمنوں کی فوج کو مٹی میں ملانے والے بہادروں کو اناج وغیرہ دیں۔ ۱۶/۱۸

(۱۴) انسانوں کو چاہیئے کہ جس کے پاس تلوار، توپ، بندوق وغیرہ بہت سے ہتھیار ہوں اس کو اناج وغیرہ دیں۔ ۱۶/۴۰

(۱۵) اے انسانو! تم سب کو بتا دو کہ ہم لوگ دشمنوں پر ہتھیار چلانے والوں کو تم میں سے دشمنوں کو ہتھیار سے مارنے والوں کو اناج دیں گے۔ ۱۶/۲۳

(۱۶) ہم عدل و انصاف کرنے والی استریوں کا اور تم میں سے سبھا کی رکھشا کرنے والے راجاؤں کا ستکار کریں گے۔ گھوڑوں کی رکھشا کرنے والوں کو، دشمنوں کی فوج کو مارنے والی اپنی فوج کو اور تم میں سے جو استریاں دشمنوں کی فوج کے بہادروں کو مارنے والی ہوں اور مختلف ترکوں والی ہوں اور میدان جنگ میں دشمنوں کو مارتی ہوئی اُنھیں استریوں کو اناج دیں گے اور ان کو کماحقہ استعمال کریں گے۔ ۱۶/۴۴

(۱۷) اے دشمنوں کو مارنیوالے راجہ تیرے لئے اناج پراپت ہو۔ تیرے بازوؤں سے

دشمنوں کو وجر پراپت ہو۔ ۱۶/۱

(۱۸) اے بادل کی طرح تیروں کی بارش کرنے والے سپہ سالار! تیرا تیر کو ہاتھ میں لینا اور اس کو چلانا منگل کاری ہو۔ ۱۶/۳۱

(۱۹) وہ سپہ سالار جو گلے میں نیلم کی مالا پہنے ہوئے ہے جو دشمنوں کو رلانے والا ہے وہ ہم کو سکھ دینے والا ہو۔ ۱۶/۷

(۲۰) اے بلند اقبال سپہ سالار! تیرے ہاتھ میں جو تیر ہیں تو ان کو کمان میں رکھکر کمان کے دونوں گوشوں کو ملا کر بڑے زور سے دشمن پر چھوڑ اور جو تیر دشمن تجھ پر چلائیں تو اپنے آپکو ان کی زد سے دور رکھ۔ ۱۶/۹

(۲۱) اے فنون جنگ میں ماہر انسانو! اس جٹا دھاری سپہ سالار کی کمان کبھی بھی چلّے سے اترنے نہ پائے اور اس کے تیر کی نوک کبھی نہ ٹوٹے اس مسلح سپہ سالار کا ترکش کبھی بھی تیروں سے خالی نہ ہونے پائے اسکا ترکش ہمیشہ تیروں سے بھرا رہے۔ اگر اسکا ترکش تیروں سے خالی ہو جائے تو اس کو نئے تیروں سے بھر دو۔ ۱۶/۱۰

(۲۲) اے بہت زیادہ دبدبہ پہنچنے والے سپہ سالار! تیرے ہاتھ میں جو تیر و کمان ہے تیرے مطیع جو فوج ہے تو اس تیر و کمان اور فتح نصیب فوج کے ذریعے ہماری سب طرف سے حفاظت کر ۱۶/۱۱

(۲۳) اے سپہ سالار! تو اپنی تیر انداز کمان کے ساتھ ہماری دور اور نزدیک سب طرف سے رکھشا کر آپ ہمارے نزدیک ہی اپنے ترکش کو تیروں سے بھر کر دھارن کیجئے ۱۶/۱۲

(۲۴) اے میدان جنگ میں چاروں طرف نظر دوڑانے والے تیر و کمان سے مسلح فوج کے سپہ سالار تو اپنی کمان کو پھیلا اور نوک دار تیروں کو دشمنوں پر چلا اور انکو ہلاک کر کے ہمیں دلی راحت دینے والا ہو۔ ۱۶/۱۳

(۲۵) اے قوت بازو رکھنے والے فوج کے سپہ سالار! تجھے ہتھیار پراپت ہوں۔ ۱۶/۱۴

(۲۶) اے راجہ! آپ ہمارے زور آور دشمنوں پر فتح حاصل کیجئے۔ ۱۵/۲

(۲۷) اے تیز ہتھیاروں کا استعمال کرنے والے مذکورہ بالا اوصاف سے موصوف

سروار جس طرح سورج کی تیز کرنیں صبح کے وقت رات کو دور کر کے دن کو پرکاشت کرتی ہیں۔ اسی طرح تو بھی اپنے تیز سوبھاؤ سے رات کی مانند راکھشسوں کو یقیناً بھسم کر

(۲۸) اے راجہ! آپ ہمارے لئے میدان جنگ میں دشمنوں پر فتح پانے والے ہیں۔ آپ کی فوج میدان جنگ میں کارہائے نمایاں کرنے والی ہو۔ ۱۵/۳۹

(۲۹) اے راجہ! آپ اپنی فوج کی طاقت کو مستقل طور پر بڑھائیں۔ ۱۵/۴۰

(۳۰) اے سپہ سالار! آپ اپنا جلوہ دکھائیں اور ملک گیری کیجئے۔ ۱۵/۵۲

(۳۱) اے سپہ سالار! آپ طاقت حاصل کریں اور اس زمین کو اپنے دام تصرف میں لائیں۔ دشمنوں کو منہ کے بل گرائیں۔ ہاتھی اور فوج کے مالک راجہ کی مانند آپ اپنے دشمنوں کو نہایت ہی دُکھ دینے والے ہتھیاروں سے مارتے ہوئے اُن کے گلے میں پھانسی ڈالیں اور اُن کو دُور دُر لعنت پھٹکار کریں۔ ۱۳/۹

(۳۲) اے سپہ سالار! آپ کی بہادروں کی فوج بجلی کی طرح کڑکتی اور چمکتی ہوئی چاروں طرف سے دشمنوں کی فوج پر حملہ آور ہو۔ اے سپہ سالار تو اپنی فوج کی طاقت کو بڑھا اور اس کو خوب تربیت کر جس طرح آگ پر گھی ڈالنے سے شعلے بلند ہوتے ہیں اسی طرح تو دشمنوں کی فوج پر بجلی کے ہتھیار چلا۔ ۱۳/۱۰

(۳۳) اے میری بہادر بیوی! دشمن تیری نظر کو نہیں سہار سکتا تو اپنے آپ ہی دشمن کی فوج سے لڑتی ہوئی دشمن کے حملوں کو روکتی ہے۔ ۱۳/۲۶

(۳۴) اے عالم باعمل اور پُرجلال مہاتمن! آپ کے گھوڑے منزل مقصود تک پہنچانے والے بڑے سدھے ہوئے دشمن پر حملہ کرنے کے لئے بڑے جوش اور طاقت کے ساتھ رتھ کو کھینچنے والے ہیں۔ ۱۳/۳۹

(۳۵) اے عالم باعمل مہاتمن! آپ کے جن گھوڑوں کو چابک سواروں نے سدھایا ہوا ہے۔ آپ انکو دشمنوں کی فوج کے مقابلہ میں رتھ میں جوڑیئے۔ ۱۳/۲۴

(۳۶) اے وید کے جاننے والے راجہ! تم اپنی رعایا کے دشمنوں کو آگ کی مانند تباہ کرو اور اپنی رعایا کی مدد سے اپنے دشمنوں پر فتح حاصل کرو۔ ۱۲/۱۶

(۳۷) راجہ کو چاہیئے کہ آگ کی طرح دشمنوں کو تباہ کرے۔ ۱۱/۱۳

(۳۸) اے انسانو! تمہارا جو سپہ سالار ہے وہ سورج کی مانند آب و تاب والا ہو۔ وہ دشمنوں کے حق میں برق درخشاں ہو۔ ایسا ہی سپہ سالار ہماری فوجوں کی کمان کرے

(۳۹) جو انسان سورج کی مانند دشمنوں سے لڑنے والا ہو وہی گرہست آشرم میں داخل ہونے کے لائق ہے۔ ۱۲/۶۶

(۴۰) اے شانتی سوبھاؤ پرش! آپ دشمنوں کو نیچا دکھانے والے فن جنگ کو سیکھیں۔ ۱۲/۱۱۳

(۴۱) اے راجہ تیرا دشمنوں کے مقابلے پر جانا مبارک ہو تو اپنی طاقتور فوج کے ساتھ بدکردار دشمن کی فوج پر حملہ کر اور اسکو تہ تیغ کر تو دشمنوں کے ملک کو پائمال کرتا ہوا واپس آ تو ہمیں سکھ دے۔ دشمنوں کو رلانے والا تیرا سپہ سالار تیرے ساتھ ہو۔ ۱۱/۱۵

(۴۲) اے راجہ جس طرح تیز رفتار گھوڑا میدان جنگ میں اپنی جولانی سے زمین کو ہلا دیتا ہے۔ ویسے ہی تو بھی میدان جنگ میں دھوم مچا۔ ۱۲/۱۸

(۴۳) اے راجہ تو کمال مہر و محبت سے اپنے دشمنوں کو پائمال کر کے اپنی راج بھومی میں علم کی روشنی پھیلانے کی خواہش کر۔ ۱۱/۱۴

(۴۴) اے راجہ! تو اپنی فوج کے ساتھ دشمن کے مقابلے پر قائم ہو۔ ۱۱/۲

(۴۵) اے راجہ! جس طرح حفاظت کرنے والے عالم کا پوتر شاگرد سکھ دینے والے آگ وغیرہ پدارتھوں کو حاصل کر کے ویدوں کے ارتھ کو جاننے والا اور تمام علوم میں ماہر اور دشمنوں کو مارنے والا اور دشمنوں کے گاؤں کو تباہ کر کے آپ کے جاہ و حشمت کو دوبالا کرتا ہے اسی طرح دیگر ودوان لوگ بھی آپکو ودیا اور روپے سے ترقی دیں۔ ۱۱/۲۳

(۴۶) اے پانی کی مانند نیک اوصاف رکھنے والی استریو! اگر تم کو سکھ بھوگنے کی خواہش ہے تو تم بڑے بڑے لڑائی کے میدانوں اور طاقت و شجاعت کے ہاتھوں میں ہمارے پہلو بہ پہلو قدم مارو۔ ۱۱/۵

(۴۷) اے سپہ سالار! جس طرح میں مقابلہ پر آکر لڑنے والی مختلف قسم کی دھمکیاں

دینے والی ہتھیاروں سے مسلح ہوئی دشمن کی فوج کو جلتی ہوئی آگ کی لپیٹ میں گراتا ہوں اسی طرح تو بھی ایسے آدمیوں کو بھسم کیا کر۔ ۱۱/۴۴

(۴۸) اے سبھا اور فوج کے سوامی! جو لوگ ہم سے دشمنی کرتے ہیں جو ہمارے ساتھ دویش کرتے ہیں جو ہماری نندا کرتے ہیں جو ہم کو دھوکا دے اور مکاری کرے تو ایسے تمام انسانوں کو جلا کر بھسم کر ڈال۔ ۱۱/۴۸

(۴۹) اے راجہ! تیرا راج دشمنوں کو ہلاک کر کے تیرے لئے نہایت ہی خوشی کا دینے والا ہو۔ ۹/۴۷

(۵۰) اے پربرش! جس میدان جنگ میں تو جاہ و حشمت والے راجہ کے سنگراموں کا وبھاگ کرنے والا۔ وجر کی مانند دشمنوں کو کاٹنے والا اور پرجا کی رکھشا کرنے والا ہو اس میدان جنگ کا آپ کے ساتھ یہ پربرش انتظام کرے۔ ۹/۵

(۵۱) اے راجہ! جس طرح باز ہوا میں چاروں طرف تیزی سے اڑتا ہے۔ اسی طرح آپ بھی ہمارے لئے فوج کی طاقت سے طاقتور ہوجیئے۔ ۹/۹

(۵۲) اے عالم انسانو! تم اس راجہ کی فنون جنگ میں واقفیت کو زیادہ کرو اے دشمنوں کی بیخ کنی کرنے والے راجہ! آپ دشمنوں پر فتح حاصل کر کے اقبال مند ہوں ۹/۱۱

(۵۳) اے راج پرشو! تم لوگ جاہ و حشمت کے دینے والے سپہ سالار کو میدان جنگ میں فتح نصیب کرو۔ ۹/۱۲

(۵۴) اے علم کی طاقت سے آراستہ میدان جنگ کو جیتنے والے چاروں طرف سے دشمنوں کی دیکھ بھال کر کے ان کو گھیرنے والے لوگو! جیسے تم لوگ چاروں طرف چلتے ہو ویسے ہی ہم بھی چلیں۔ ۹/۱۳

(۵۵) سپہ سالار کو چاہیئے کہ وہ اپنی فوج کو تمام کیل کانٹے سے لیس کر کے بولی پر چلنے کے لئے تیار رکھے۔

(۵۶) اے راجہ! میں راکھشسوں کے ناش کرنے کیلئے آپکو گرہن کرتا ہوں جس طرح تو نے دشٹ کو مارا ہے ویسے ہی ہم بھی دشٹوں کو ماریں جیسے وہ دشٹ نشٹ ہو جائے

ویسے ہم لوگ بھی اُن سب کو نشٹ کریں ۹/۴۸

(۵۷) اے سبھاپتی! آپ اپنی فوج کے ساتھ اپنی ہر ایک قسم کی طاقت کو بڑھائیں ۸/۲۹

(۵۸) اے کالی گھٹا کی مانند فوج کے بہادر و! تم دونوں ان تمام دشمنوں کو جو ہماری فوج سے لڑنا چاہیں تیر و تفنگ سے ہلاک کرو اور دشمنوں کی جو فوج تمہارے سامنے آئے اور جو بھی تمہارے سامنے اکڑ فوں کرے تم لوگ انکو مار بھگاؤ۔ ۸/۵۳

(۵۹) میدان جنگ میں ویدک و دیا کو پرکاش کرنیوالا ہم کو ویدک اور ید ھ کی سکھیا مکت بانی سے آنند دینے والا ہو۔ دوسرا بہادر میدان میں دشمنوں کو پائمال کرتا ہوا آگے آگے چلے تیسرا بہادر میدان جنگ میں بیر رس سے لڑنے والوں کو جوش دلاتا ہو چوتھا بہادر کمال آنند سے دھرم کے دشمنوں پر فتح حاصل کرے۔ ۷/۴۴

(۶۰) اے راجن! جس طرح میں برے کام کرنیوالے جیووں کے گلے کاٹتا ہوں ویسے تو بھی کاٹ۔ مجھ سے دویش یا نفرت کرنے والے دشمنوں کو دور کر جو میرے صریحاً دشمن ہیں اُن کو الگ کر۔ ۶/۱

(۶۱) اے سپہ سالار! تو تمام بہادروں کی فوج کے دشمنوں کو چاروں طرف سے گھیرنے کیلئے شمال، جنوب، مشرق، مغرب میں بانٹ۔ ۶/۱۴

(۶۲) اے سبھاپتی! جس کرم سے بڑے بڑے گھمنڈی دشمن مارے جائیں اس پرم اتم دشمنوں کو ہلاک کرنیوالے کام کیلئے آپکو جو کہ اعلیٰ جاہ و حشمت کے دھارن کرنیوالے ہیں اور یدھ وغیرہ کاموں میں باز وغیرہ جانوروں کی مانند لپیٹ مارنے والے ہیں ہم لوگ آپ کو سویکار کرتے ہیں۔ ۶/۴۴

(۶۳) اے عالم انسان جس طرح تو دھارنک وو والوں میں جلوہ گر ہے اسی طرح نور راکشسوں بدکرداروں کو تباہ کرنے والا ہو جس طرح تو سب جگہ جلوہ گر ہوتا ہے اسی طرح تو اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنے والا بن۔

(۶۴) اے راج سبھا کے پالن کرنے والے انسانو! میں آپ لوگوں کی پیروی کرتا ہوا میدان جنگ میں گھمنڈی کو نیچا دکھاؤں جیسے آپ راکشسوں اور بدکرداروں کو

مارنے والے ہیں ویسے ہی ہیں دشمنوں کی فوج کی طاقت کا پتہ لگا کر بدکرداروں کو دور کروں۔ ۵/۲۵

(۶۵) جیسے بہادر آدمی میدان جنگ میں اپنی فوج کے ساتھ دشمنوں کو پہلے ہی جا کر گھیر لیتا ہے۔ اسی طرح فن محاربہ میں ماہر یہ سیناپتی میدان جنگ میں مکمل فتح حاصل کرے یہ سیناپتی ہر ایک قسم کے خوف سے الگ ہو کر بالکل آنند سے میدان جنگ میں قواعد دان فوج کو اچھی طرح سے بولی دیتا ہوا فتح کو حاصل کرے۔ ۵/۲۴

(۶۶) اے دشمنوں کو رلاتے والے سپہ سالار! تو میدان جنگ کے لئے اپنے دھنش کو پھیلانے والا ہتھیاروں کے ذریعے اپنے دشمنوں کی طاقت کو پیس کر اپنی رکھشا کرنے والا، زرہ بکتر نگلنے والا سب سکھوں کو دینے والا ہے اے بہادر سیناپتی! اسنج گھاس سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں کی دوسری طرف کے ملک میں دشمنوں کو فتح کر۔ ۳/۶۱

(۶۷) میں مادی آگ اور چندر لوگ کے دکھوں کو برداشت کرنے کے قابل دشمنوں کو اچھی طرح عمدہ دلائل سے مزین کروں۔ ۲/۱۵

(۶۸) عاقل انسان جیوون کا ہت کرنے والی اس زمین کے سہارے سے فوج اور اسلحہ سلسلہ وار لیکر جنگجو انسانوں کو اپنا رعب اور اپنی حشمت دکھاتے ہوئے دشمنوں کے اعضا کاٹنے والے میدان جنگ میں غنیم پر فتح پا کر راج کو حاصل کرتے ہیں۔ ۱/۲۸

(۶۹) میں اس میدان جنگ کو جو نہایت وسیع اور دشمنوں کو ہلاک کرنیوالا ہے .. .. ..اس ہنگامہ خیز میدان جنگ کو اناج وغیرہ اشیاء سے طاقتور کی گئی فوج کے ساتھ جنگ کے طریقوں سے اچھی طرح پاک کرتا ہوں۔ ۱/۲۹

(۷۰) جس طرح میں اس جنگ میں جس میں کہ عاظم لوگ اچھے اچھے پدار تھ یا اعلیٰ سے اعلیٰ ودوانوں کی سنگت کو پراپت ہوتے ہیں۔ اس جنگ میں دشمنوں کو مارتا ہوں۔ ویسے تم لوگ بھی مارو۔ ۱/۲۹

(۷۱) ہم لوگ تمہارے ساتھ آ کر اعلیٰ طریقہ سے غنیم کو شکست دیں اور بھاری لڑائیوں میں سب طرح سے فتح حاصل کریں۔ کیونکہ آپ علم جنگ کے جاننے والے ہیں۔ ۱/۱۶

(۷۲) جو بہادر سوار ہوتے وقت گھوڑے کو سیدھا چلاتا ہے اور بھوکا پیاسا میدان جنگ میں لڑتا اور فتح پاتا ہے وہی راج کرنے کے لائق ہوتا ہے۔ ۲۷/۱۰

(۷۳) اے سبھاپتی! تیری مسلح فوج ہمارے سوائے دوسروں کو دکھ دینے والی ہو۔ ۱۷/۱۱

(۷۴) اے راجہ! آپ کے ہتھیار ہم کو چھوڑ کر باقی دشمنوں کو دکھی کرنیوالے ہوں ۱۷/۱۵

(۷۵) وہ جو تمام انسانوں میں چست و چالاک ہو۔ طاقتور بیل کی مانند خوف دلانے والا ہو۔ دشمنوں کو رات دن مارنے۔ ڈرانے اور رلانے والا جریدہ روزگار ہو۔ ایسا بہادر ہم لوگوں میں سے دشمنوں پر فتح پانے والی اور دشمنوں کو باندھنے والی فوجوں کا سپہ سالار ہو۔ ۱۷/۳۳

(۷۶) اے جنگجو بہادرو! تم ہمیشہ دشمنوں سے لڑتے بھڑتے اور انکو دکھ دیتے رہو تمہارے ہاتھ میں ہمیشہ ہی مضبوط تیر رہیں۔ ۱۷/۴۳

(۷۷) سپہ سالار کو چاہئے کہ وہ توپ، بندوق، تلوار اور دیگر آتشیں اسلحہ سے مسلح فوج کو ہر وقت مستعد رکھے۔ وہ تمام اسلحہ کا استعمال جاننے والا ہو۔ ایسا سپہ سالار ہی سامنے آئے ہوئے دشمن پر فتح پاتا ہے۔ اس کی کمان تیز ہوتی ہے وہ میدان جنگ کا عاشق ہوتا ہے۔ وہ خوب ہتھیار چلاتا اور دشمنوں کو مارتا ہے ایسا سپہ سالار ہی ایک قواعد دان فوج کے ساتھ دشمنوں پر فتح پاتا ہے۔

(۷۸) تو رتھ میں سوار فوج کے ساتھ دشمنوں کو چاروں طرف سے کاٹتا ہوا فتح حاصل کر۔ ۱۷/۴۶

(۷۹) اے سپہ سالار! تو اپنی فوج کو بڑھانے والا ہے تو بڑا بہادر طاقتور اور شاستروں کو جاننے والا ہے تو سکھ دکھ کو برداشت کرنے والا اور دشمنوں کو بڑی پھرتی سے مارنے والا ہے۔ میدان جنگ میں لڑنے والے بہادر آپ کی آنکھ کے اشارہ پر چلنے والے ہیں۔ ۱۷/۴۳

(۸۰) وہ سپہ سالار جو کہ اپنی عقل اور طاقت کے زور سے دشمنوں کے جتھوں کو چھن بن کرتا، انکی جڑ کاٹتا، ان کی زمین کو چھین لیتا اور اپنے ہاتھ میں ہتھیار لئے رہتا ہے

اور میدان کارزار میں اچھی طرح دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے اور ان پر فتح پاتا ہے۔ ایسے سپہ سالار کو تم اچھی طرح سے حوصلہ دو اور جنگ کو شروع کرو۔ ۱۷/۳۸

(۸۱) اس میدان جنگ میں جہاں پر کہ ہر ایک قسم کے جوڑ توڑ کئے جاتے ہوں وہ سپہ سالار جو کہ پوری طاقت کے ساتھ دشمنوں کا بیخ ناش کرتا ہوا۔ اور ان کو اچھی طرح پاؤں کے نیچے روندتا ہوا۔ اور ان پر کسی قسم کا رحم نہ کرتا ہوا۔ اور ہر ایک قسم کے غیظ و غضب سے بھرا ہوا دشمنوں کی فوج کو مغلوب کرتا ہے اور انکو آئندہ لڑنے کے قابل نہیں رہنے دیتا ایسا بہادر شخص ہماری فوجوں کی کمان کرے اور وہی سپہ سالار ہو۔ ۱۷/۳۹

(۸۲) میدان جنگ میں دشمن کی فوج کو سب طرف سے مارتی ہوئی اور ان پر فتح پاتی ہوئی قواعد دان فوج کا سپہ سالار ان کے پیچھے پیچھے چلے اور فوج کے تمام ادھیکاروں کا رکھنے والا دائیں طرف اور فوج کو جوش دینے والا بائیں طرف چلے اور ہوا کی مانند تیز رفتار اور جنگجو بہادر آگے آگے چلیں۔ ۱۷/۴۰

(۸۳) سپہ سالار کو چاہیئے کہ سب سے پہلے وہ میدان جنگ میں جوش دلانیوالا گیت باجے کے ذریعہ بلند کروائے۔ ۱۷/۴۱

(۸۴) اے بادلوں کی طرح دشمنوں کو چھین بن کرنیوالے قابل تعریف سپہ سالار! آپ ہماری فوج کے جنگجو بہادروں کے ہتھیاروں کو فتح نصیب کیجئے۔ ہمارے فتح نصیب رتھوں سے جے جے کے نعرے بلند ہوں۔ ۱۷/۴۲

(۸۵) اے فتح پانے والے عالم لوگو! آپ ہمارے بوقلموں رنگوں والے جھنڈوں کو علیحدہ علیحدہ رتھوں پر قائم کیجئے۔ فتح کا خواہشمند سپہ سالار اور ہماری قواعد دان فوج دونوں کے دونوں ہی دشمنوں کو میدان جنگ میں پسپا کریں۔ ۱۷/۴۳

(۸۶) اے دشمنوں کی جان لینے والی رانی! تو اپنی عورتوں کی فوج کے دلوں میں اتساہ پیدا کر تو اُن عورتوں کی فوج کے مختلف دستوں کو گرہن کر تو اپنی فوج پر اپنے دلی مقاصد کا اظہار کر اور دشمنوں کو بھسم کر۔ ۱۷/۴۴

(۸۷) اے تیر اندازی کے علم میں ماہر اور ویدوں کو جاننے والے سپہ سالار کی استری!

تو میدان جنگ کی خواہش کرتی ہوئی دور دیش میں جاکر دشمنوں سے لڑائی کر اور انکو مار کر فتح حاصل کر تو ان دور دراز کے ملکوں میں رہنے والے دشمنوں میں سے ایک کو بھی مارے بغیر مت چھوڑ۔ ۱۷/۴۵

(۸۸) دشمنوں کی جو زبردست فوج جنگ کے ارادے سے ہمارے مقابلے میں آئے ہم اس کو کاٹنے والے ہتھیاروں اور توپ وغیرہ کے دھوئیں سے اس طرح ڈھانپ دیں کہ غنیم کی فوج کے سپاہی ایک دوسرے کو نہ پہچان سکیں۔ ۱۷/۴۷

(۸۹) جس میدان جنگ میں چھوٹے چھوٹے بچوں کی طرح چوٹی والے اور بغیر چوٹی والے تیروں کی خوب بارش ہوتی ہے۔ وہاں پر سپہ سالار زخمیوں کو بخوبی ڈھارس دے۔ ۱۷/۴۸

(۹۰) اے جنگجو بہادر! میں تیرے میدان جنگ میں چوٹ کھانے والے اعضاء کو زرہ بکتر وغیرہ سے ڈھانپتا ہوں۔ عالم لوگ تجھے دشمنوں کے پائمال کرنے کے لئے جوش دلائیں۔ ۱۷/۴۹

(۹۱) وہ سپہ سالار بجلی اور آگ کی مانند میرے مخالفوں کو اُٹھا اُٹھا کر زمین پر پٹکیں۔ ۱۷/۶۴

(۹۲) اے بہادرو! تم بجلی سے سکھ حاصل کرو اور برتنوں میں پکائے ہوئے دال کڑھی وغیرہ کو ہاتھ میں لے کر جنگ و جدل کرو۔ ۱۷/۶۵

(۹۳) اے عالموں کی تعظیم کے لائق اور دشمنوں کو مارنے والے سپہ سالار! جس طرح سورج آکاش میں رہنے والے گرجنے والے اور چاروں طرف پھیلے ہوئے بادل کو بغیر ہاتھ پاؤں کے چکنا چور کر دیتا ہے۔ اسی طرح اے سپہ سالار تو بھی اپنے دشمنوں کو طاقت سے مار۔ ۱۸/۶۹

(۹۴) اے سپہ سالار تو فتح نصیب ہو تیری فوج ہمارے دشمنوں کو منہ کے بل گرائے۔ ۱۸/۷۰

(۹۵) اے سورج کی مانند سپہ سالار! جس طرح سورج پانی سے بھرے ہوئے گھنگھور

گھٹا سے اندھیرے میں آکر بادلوں کو چھن بھن کر دیتا ہے۔ اسی طرح تو بھی ایسی فوج حاصل کر جو چاروں طرف چھائے ہوئے دشمنوں کو تتر بتر کر کے تجھے فتح نصیب کرے۔ ۱۹/۷۱

(۹۶) اے سپہ سالار! جس طرح سورج پانی کو اوپر اٹھاتا ہے۔ اسی طرح تو اپنی فوج کو تیار کر۔ ۲۰/۳۸

(۹۷) اے سپہ سالار تو مور کے بالوں کی مانند بال رکھنے والے عمدہ عمدہ گھوڑوں کے ساتھ دشمنوں پر فتح پانے کے لئے جا۔ جانوروں کو پکڑنے والے شکاری کی طرح دشمن تجھے اپنی کمند میں نہ پھانس سکے تو اپنے تیر و کمان کے ساتھ دشمنوں پر فتح پاکر واپس آتا۔ ۲۰/۵۳

(۹۸) اے ویر پرش! جس طرح ہم ہتھیاروں کے ذریعہ دشمنوں کے منصوبوں کو خاک میں ملاتے ملکوں کو فتح کرتے میدان جنگ میں کامیاب ہوتے۔ دشمنوں کی تیز رفتار فوج کو تتر بتر کرتے ہوئے چاروں طرف فتح و نصرت کا ڈنکہ بجاتے ہیں اسی طرح تم بھی فتح حاصل کرو۔ ۲۹/۳۹

(۹۹) اے ویر پرش! یہ چلّے پر چڑھی ہوئی کمان کے اوپر لگی ہوئی تانت ہے جو اس طرح سے بولتی ہے جس طرح کہ پڑھی لکھی باشعور استری بولتی ہے جس کی تعریف کی جاتی ہے اور جو اس طرح پیاری آواز نکالتی ہے۔ یہ جو میدان جنگ میں فتح دلانے والی ہے تم اسکا باندھنا اور چلانا سیکھو۔ ۲۹/۴۰

(۱۰۰) اے ویر پرش! جس طرح لکھی پڑھی استری پران کی مانند پیارے پتی کو اور ماتا اپنے پتر کو دھارن کرتی ہے۔ اسی طرح کمان کی دو تانتیں دشمنوں کو منتشر کرنے اور دور بھگانے میں کامیاب ہوتی ہیں۔ ۲۹/۴۱

(۱۰۱) اے ویر پرش! جو بہت سے تانتوں والے کمان کا مالک ہوتا ہے وہ کمان سے سمبندھ رکھنے والے تیروں کو ترکش میں ڈال کر پیٹھ کے پیچھے رکھتا ہے میدان جنگ میں یہ کمان اور تانت اور تیر وغیرہ چیں چیں کی آواز نکالتے ہیں اسی سے بہادر آدمی چاروں طرف پھیلی ہوئی دشمنوں کی فوج پر فتح حاصل کرتا ہے۔ ۲۹/۴۳

(۱۰۲) اے ویر پرشو! وہ جن کے بیل خوب لوٹتے مارتے اور ہاتھیوں کی مانند حفاظت کرنیوالے اور رتھوں کو تیزی سے لے جانے والے خوبصورت رفتار والے اور دشمنوں کو دھمکاتے ہوئے تیز رفتار ہنہناتے والے گھوڑے ہیں۔ دشمنوں کو ہلاک کرنیوالے ایسے بہادروں کو تم لوگ دل و جان سے پیار کرو۔ ۲۹/۴۴

(۱۰۳) اے ویر پرش! اس جنگجو بہادر کے رتھ میں گرہن کرنے کے قابل۔ اگنی۔ اینددھن جل وغیرہ پدارتھ اور توپ۔ بندوق اور تیغ وغیرہ ہتھیار جس قدر بھی ہیں انکو دیکھ بھالکر رتھ میں رکھ ایسے سکھ دینے والے رتھ کو ہم لوگ روز پراپت ہوں۔ ۲۹/۴۵

(۱۰۴) اے ویر پرش! جس فوج میں سپہ سالار عمدہ ہو رتھ وغیرہ تمام سامان مضبوط ہوں جہاں کستوری والی گائے کے مانند ہرن ہوں۔ وہاں بجلی پرکا تیر چلتے ہیں جو قواعددان فوج بولی پر ادھر اُدھر چلتی اور بیٹھتی اور دوڑتی ہے۔ یہ فوج کے بہادر پرش ہمارے لئے خاص طور پر سکھ دینے کا موجب ہوں۔ ۲۹/۴۸

(۱۰۵) اے گھوڑوں کو سدھانے والی رانی! جس طرح ویر پرش گھوڑوں کے جسم پر چابک لگا کر چلاتے ہیں اور بہادروں کو میدان جنگ میں لڑاتے ہیں اسی طرح تو بھی میدان جنگ میں جاکر سدھے ہوئے گھوڑوں سے کام لے۔ ۲۹/۵۰

(۱۰۶) اے نقارہ کی طرح گرجنے والے فوج کے سپہ سالار! آپ ہمارے عیوب کو دور کرتے ہوئے ہمیں بل اور پراکرم دیجئے۔ فوج کو ترتیب دیجئے۔ دشٹوں کو کتّوں کی موت ماریئے۔ آپ اپنی فوج کو بجلی کے ہتھیاروں سے مسلح کیجئے۔ ۲۹/۵۶

(۱۰۷) اے راج پرش! آپ ہنہناتے ہوئے گھوڑوں والی فوج سے ہماری حفاظت کیجئے اور ہمارے رتھوں پر چڑھے ہوئے بہادر پرش دشمنوں پر فتح حاصل کریں۔ ۲۹/۵۷

(۱۰۸) اے راجہ جس طرح آپ میدان جنگ میں دشمنوں کی تمام فوجوں کو پسپا کرتے ہیں۔ دشٹوں کو مار کر سکھ دینے والے اور فتح نصیب ہوئے ہیں۔ اسی طرح آپ سدا ہی ان کو مارتے رہیں۔ ۳۲/۶۶

(۱۰۹) اے دشمنوں کو مارنے والے راجہ! آپ دشمنوں کو مارنیوالے اور انکو سکھانے

والے ہیں۔ آپ کے کرودھ سے دشمنوں کی فوج ماری جاتی ہے۔ ۳۴/۶۴

(۱۰۱۱) ہے باپ کے دور کرنے والے اور روشنی دینے والے پرماتمن! آپ کو نمسکار ہو
اے پرستش کے لائق پرماتمن آپ کو نمسکار ہو۔ آپ کی نہ ٹلنے والی دیو ستھا ہمارے
سوائے دوسرے دشمنوں کو دکھ دینے والی ہو۔ آپ ہم کو پوتر کیجیے۔

میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ جنگ وجدل اور مار دھاڑ کے بارے میں زیادہ منتر پیش کروں۔ مذکورہ بالا سو سے زیادہ منتر صرف نمونہ کے طور پر میں نے یجروید میں سے پیش کئے ہیں اور ترجمہ وہی دیا ہے جو کہ سوامی دیانند نے کیا ہے۔ یجروید میں سے اس سے کئی گنا زیادہ منتر اسی قسم کے کشت وخون اور جنگ وجدل کے بارے میں موجود ہیں۔ یہ تو ایک وید کا حال ہے۔ اسی پر باقی کے تین ویدوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ان میں ایک دوسرے کے ساتھ دنگا فساد کرنے کی کس قدر تعلیم موجود ہوگی۔ مذکورہ بالا منتروں کا سرسری مطالعہ کرنے سے ہی اس بات کا پتہ لگ جاتا ہے کہ ویدوں میں سب سے زیادہ دعا اپنا اُن ہی لوگوں کی کی گئی ہے جو جنگ وجدل کرنے والے اور اپنے دشمنوں کے گلے کاٹنے والے ہوں۔ جا بجا تیر۔ تفنگ۔ توپ۔ بندوق اور دیگر آتشیں اسلحہ کے بنانے اور استعمال کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور راجہ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ فوج بھرتی کرے۔ نہ صرف مردوں کی ہی فوج بھرتی کرے۔ بلکہ عورتوں کی فوج بھی بھرتی کرے خود بھی میدان میں جا کر لڑے۔ اس کی بیوی اور دوسری عورتیں بھی جا کر لڑیں۔ عورتیں مردوں کو لڑائی کے لئے تیار کریں اور انکو جوش دلائیں۔ گولی۔ بارود تیروں کی زیادہ سے زیادہ مقدار بہم پہنچائیں۔ توپ بندوق دینے والی ہوں اس جنگ وجدل میں وہ خدا سے بھی یہی دعا کرتی جائیں کہ ان کی ہی فتح ہو اور دشمنوں کی شکست ہو۔ ان تمام باتوں کے مطالعہ سے وید ہمارے سامنے مار دھاڑ اور کشت وخون کا ایک نہایت ہی خوفناک منظر پیش کرتا ہے۔ ہمارے سامنے ایک ایسے میدان جنگ کا نقشہ کھول دیتا ہے۔ جس میں کشتوں کے پشتے لگ رہے ہوں اور چاروں طرف مُردوں کی لاشیں۔ مرنے والوں کی چیخ پکار۔ انسانوں کی نیم کٹی گردنیں۔ ان کے ٹوٹے ہوئے اعضا۔ مردوں کے قتل ۔۔

بدھواؤں کی آہ وزاری یتیموں کی فریاد۔ گاؤں کی بربادی۔ حیوانوں کی ہلاکت۔ کھیتوں کا جلنا۔ دشمن کی پارٹی کے پینے کے پانیوں میں زہر کا ملا دینا۔ کھانے کی چیزوں کو بھی زہر آلودہ کر دینا وغیرہ وغیرہ تمام ایسی خطرناک اور وحشی پن کی باتیں ہیں جن کی کہ وید تعلیم دیتا ہے اگر وید خدا کا کلام ہوتا تو وہ بنی نوع انسان کے لئے اسی طرح ابر رحمت ہوتا جس طرح کہ خود خداوند قدوس حضرت عیسیٰ مسیح کے الفاظ میں اپنے سورج کو نیکوں اور بدوں پر یکساں اگاتا اور ان کی پرورش کرتا ہے۔ اگر وید خدا کا کلام ہوتا تو وہ گوتم بدھ۔ حضرت عیسیٰ مسیح اور حضرت محمد صاحب سے بڑھ کر دشمنوں کے ساتھ شانتی۔ درگزر۔ بردباری۔ تحمل۔ پریم اور محبت کی تعلیم دیتا تاکہ دنیا پر کشت وخون کا دروازہ بند ہو جاتا اور بنی نوع انسان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور صلح سے رہنا پسند کرتے۔ یہ مار دھاڑ۔ کشت وخون۔ دنگہ فساد جنگ وجدل تو دنیا میں پہلے سے ہی چلا آتا ہے۔ اور اب بھی چاروں طرف جاری ہے۔ اپنے ہم جنسوں کو ہلاک کرنے کے لئے روز نئے سے نئے طریقے سوچے جا رہے ہیں اور نئے سے نئے ہتھیار۔ توپ بندوق گولہ۔ برچھی ایجاد کئے جا رہے ہیں۔ خطرناک جہاز بنائے جا رہے ہیں۔ خشکی۔ تری اور ہوا میں جنگ وجدل کرنے اور اپنے بھائیوں کے گلے کاٹنے کیلئے روز نئی سے نئی ایجادیں کی جا رہی ہیں۔ ہم اپنے چاروں طرف آگ کے ان شعلوں کو آسمان کی طرف بلند ہوا دیکھتے ہیں۔ انسانی دنیا میں چاروں طرف شور محشر برپا ہے۔ وید صرف یہی نہیں کہ اس فعل کے برخلاف آواز نہیں اٹھاتا بلکہ وہ اس کی تائید کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے کہ اپنے ہم جنسوں کو قتل کرنے کے لئے نئے سے نئے ہتھیار۔ توپ۔ بندوق۔ جہاز۔ گولہ بارود بناؤ۔ زیادہ سے زیادہ فوج بھرتی کرو اور اپنے دشمنوں کی گردنیں کاٹو۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ادھر اس پارٹی کو اس پارٹی کی گردن کاٹنے کی تعلیم ہے اور اس تعلیم کو خدا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو کہ دونوں پارٹیوں کے لئے محکمہ رسد رسانی یا کمسریٹ کا کام کر رہا ہے جب ایسی تعلیم کو خداوند قدوس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو عقلمندوں۔ منصف مزاجوں۔ صلح اور امن کے طالبوں بنی نوع انسان کے بہی خواہوں کے لئے وید نفرت کی چیز ہو جاتے ہیں۔ مگر سوچنے والے جب اس بات پر وچار کرتے ہیں کہ واقعی اگر خدا اسی قسم کا الہام دینے والا ہے اور ایسی تعلیم دے کر لوگوں کو

آپس میں لڑا کر تماشا دیکھتا ہے۔ تو ایسے خدا کو سوامی دیانند کے الفاظ میں دور سے ہی سلام کر دینا چاہئے۔ ہمیں ایسے خدا کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ اس طرح بعض امن پسند۔ رحم دل منصف مزاج انسان الہامی کہلانیوالی کتاب کے علاوہ الہام دینے والے خدا کو بھی ساتھ ہی دھکا دے دیتے اور خدا کی ہستی سے منکر ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو خدا کی ہستی پر آزادانہ وچار کرتے ہیں وہ اس کی ہستی سے منکر ہونے کی بجائے اس قسم کی کتاب کو خدا کی کتاب نہیں بلکہ وہ محض انسانی دماغ کی اختراع بتا کر اس کو وہی پوزیشن دیتے ہیں جس کی کہ وہ درحقیقت مستحق ہے۔ میرے خیال میں یہ دوسرا طریقہ پہلے سے زیادہ اچھا اور محفوظ ہے جب میں وید میں اس قسم کی تعلیم دیکھتا ہوں جس کا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تو میرے دل میں قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ خطرناک تعلیم درحقیقت خدا کی طرف سے ہی دی گئی ہے تو مجھے اس کتاب کے ساتھ ایسے خدا کو بھی پرے پھینک دینا چاہئے۔ یہ بہتر ہے کہ میں دنیا میں جنگ و جدل کشت و خون۔ مار دھاڑ۔ قتل و غارت۔ لوٹ۔ مار کی تعلیم دینے والے۔ تیر کمان۔ توپ۔ بندوق اور دیگر آتشیں اسلحہ کے ذریعہ بنی نوع انسان کا خون بہانے کے لئے ان ہتھیاروں کے بنانے کی ہدایت کرنے والے مردوں کو قتل کروانے۔ عورتوں کو ودھوا بنانے۔ بچوں کو یتیم کروانے اور مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی لڑوانے۔ قتل کروانے۔ گاؤں کو جلانے۔ کھیتوں کو اجاڑنے اناج اور پانی میں زہر ملانے کا سبق پڑھانے والے اپنے دشمنوں کو زندہ آگ میں جلانے شیروں سے پھڑوانے۔ سمندر میں غرق کرنے۔ درندوں سے چروانے اور انواع و اقسام کی اذیتیں دیکر مار ڈالنے کی ہدایت کرنے والے خدا اور خدا کی اس قسم کی کتاب پر ایمان لانے کے بغیر زندگی بسر کروں اور ایسے خدا اور اس کی اس قسم کی خطرناک کتاب پر لات مار کر ناستک۔ ملحد۔ دہریہ اور کافر رہکر امن کی زندگی بسر کرتا ہوا مر جاؤں بہ نسبت اس کے کہ میں اس قسم کے خدا۔ اور اُس کی اس قسم کی خونی کتاب کے بوجھ کو اپنی ضمیر پر رکھکر سوامی دیانند کے الفاظ میں حیوان یا درندہ بنوں۔ یہ پہلا خیال ہے جو کہ میرے دل میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ میں ان لوگوں کی آواز کو سنتا ہوں جو یہ کہتے ہیں کہ وید خدا کا کلام ہے لیکن اس کے بعد دوسرا خیال میرے دل میں پیدا ہوتا ہے کہ مجھے اس قسم کی خونی تعلیم دینے والی کتاب کو خداوند قدوس کی طرف

منسوب نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ ان دونوں کے درمیان ایک حد فاصل قائم کر کے وید پر تو بیشک لات مار دینی چاہئے۔ لیکن مجھے اس ذات پاک کی ہستی سے منکر نہیں ہونا چاہئے جو کہ میری روح کا آخری سہارا ہے اور جو ان عیوب اور الزامات سے پاک ہے جو کہ اُس پر اس کتاب میں لگائے جا رہے ہیں۔ یہ خیال میرے لئے زیادہ شانتی دائک ہے۔ پس خداوند قدوس کی ذات پاک اور وید جیسی کتاب کے درمیان حد فاصل قائم کرنا میرا پہلا فرض ہے اس حد فاصل کو قائم کرنے کے میرے لئے یہ لازمی ہو جاتا ہے کہ میں وید کو مانوں یا خدا کو۔ مگر جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح نے کہا ہے تم خدا اور مادہ پرستی یا روشنی اور تاریکی کی ایک ساتھ پوجا نہیں کر سکتے ہو۔ اسی طرح میں خداوند قدوس اور وید کو ایک ساتھ نہیں مان سکتا کیونکہ یہ دونوں متضاد ہیں۔ خداوند قدوس اگر روشنی ہے تو وید تاریکی ہے جیسا کہ میں اوپر دکھا چکا ہوں۔ مجھے یا تو روشنی میں چلنا پڑے گا یا تاریکی میں ٹھوکریں کھانی پڑیں گی میں روشنی کو تاریکی پر ترجیح دیتا ہوں اور ہر ایک عاقل آدمی ایسا ہی کرتا ہے۔ پس میں خداوند قدوس کی ذات پاک کو وید پر ترجیح دیتا ہوں اور اس ذات پاک کو اپنے لئے کافی سمجھکر وید کو پرے پھینکتا ہوں کیونکہ ایسی کتاب کو خداوند کی طرف منسوب کرنا یا اُسکو اسکا کلام بتانا نہایت ہی خطرناک الحاد خوفناک دہریت اور شرمناک جھوٹ ہے جس سے کہ ہر ایک دیانت دار روح کو پرہیز کرنا چاہئے۔

چھٹی فصل

ویدوں پر ایمان کی بنیاد کی کمزوری

اوپر کے تمام مضمون کو پڑھکر کوئی دیانتدار شخص یہ کہنے کا حوصلہ نہیں کر سکتا کہ ویدوں کے پرچار سے دنیا میں امن اور چین کی بادشاہت قائم ہو سکتی ہے جبکہ ویدوں میں کشت و خون جنگ و جدل اور مار دھاڑ کی تعلیم موجود ہو۔ لیکن ہمارے ملک میں ایسے خوش اعتقاد لوگ بھی ہیں جو ابھی تک ویدوں کو خدا کا کلام مانتے ہوئے انکو دنیا کی اشانتی دور کرنے کا مجرب نسخہ

بتارہے ہیں۔ ابھی کل کا ذکر ہے کہ میں ایک ہندی رسالے کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس میں ایک گرکلایٹ کا مضمون میری نظر سے گزرا جس کے چند فقرات کا ترجمہ مفصلۂ ذیل ہے۔

مہرشی دیانند کا وید بھاشیہ ہمارے لئے ایک بیش بہا موروثی جائداد ہے جو بنی نوع انسان کے لئے اس قدر مفید ہے کہ اس کی قیمت لگانا انسانی طاقت سے باہر ہے اس مضمون کے لکھنے والے کو یقین ہے کہ اسکی طرح پڑھنے والوں میں بڑی تعداد ایسے عالی دماغوں کی بھی ہوگی کہ جن کے ڈگمگاتے ہوئے ایمان کو اس بھاشیہ نے سہارا دیا ہوگا۔ یہ سچ ہے کہ سنسار کی موجودہ اشانتی اس وقت دور ہوگی جبکہ وید بھگوان کا پرکاش دنیا کے ہر ایک کونے میں پہنچ جائے تو یہ بھی صحیح ہے کہ رشی دیانند کا وید بھاشیہ اس قسم کا ایڈیشن ہونے کے باعث اس عالمگیر شانتی کا پیش خیمہ ہوگا۔ گو آریہ سماج نے اس بھاشیہ کو ہر دلعزیز بنانے کے بارے میں اپنا فرض [illegible] لیا ہے۔ مگر پھر بھی وہ وقت دور نہیں کہ وید کا ہر ایک بھگت [illegible] چاہے وید بھاشیہ کی ایک کاپی کو لازمی ولابدی سمجھے گا۔ اور موجودہ زمانہ کے وید بھاشیہ کار کو پریم، پرتشٹھا اور شکر گزاری کے بھاؤں کے ساتھ یاد رکھیگا

(نوجیون بنارس ستمبر ۱۹۱۲ء)

مذکورہ بالا مضمون کو پڑھکر جو کہ ایک قسم کی خوش اعتقادی کا نتیجہ ہے۔ کوئی بھی دیانتدار اور حقیقت شناس شخص افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا مضمون نگار اس بات کو اپنی زندگی کا ایک لازمی جزو قرار دیتا ہے وہ اس ایمان کو جو کہ دریا کے کنارے کی ریت پر قائم ہے۔ گھاس کے تنکوں کے بند باندھ کر سہارا دینے کا طالب ہوا اور وہ اس بات پر رضامند نہیں ہے کہ اپنے ایمان کی بنیاد کو ریت پر سے ہٹا کر چٹان پر قائم کرے۔ اگر وہ اس بات کو تسلیم کرلے کہ وید خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ وہ ہمارے پراچین آباؤ اجداد کے خیالات کا مجموعہ ہے جن میں سے بعض خیالات بہت اچھے ہیں اور بعض بالکل ناقص اور وحشیانہ ہیں تو اس کے ایمان کی بنیاد ہمیشہ کے لئے ایک چٹان پر رکھی جاسکتی ہے مگر چونکہ اسکا ایمان یہ ہے کہ وید خدا کا کلام ہے۔ اس لئے جب اس کے سامنے کوئی ایسی بات وید میں سے نکلتی ہے جو خدا کی ذات پر بدنما دھبہ ہو تو وہ اندھیرے میں ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتا اور سہارا ڈھونڈھتا ہے۔ تاکہ اس کا ایمان ڈگمگا نہ

جائے یہ ایک سخت قابل رحم اور ترسناک حالت ہے۔ اس سے بھی بڑھکر ہنسی کی بات یہ ہے کہ سوامی دیانند کا بھاشیہ ڈگمگاتے ہوئے ایمان کو سہارا دیتا ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ سوامی دیانند کے بھاشیہ کا کماحقہ مطالعہ کرنے سے پیشتر ویدوں پر میرا ایمان بڑا مضبوط تھا۔ لیکن جس وقت مجھے سوامی دیانند کے بھاشیہ کا ترجمہ کرنا پڑا۔ اور اس کے لفظ لفظ کو اپنے قلم میں سے گزارنا پڑا تو ویدوں کے خدا کا کلام ہونے پر میرا جو وشواس تھا وہ کافور ہوگیا۔ یہ شاید مبالغہ نہیں ہوگا اگر میں یہ کہوں کہ سوامی دیانند کے وید بھاشیہ کو بغور پڑھکر کوئی بھی دیانتدار شخص ویدوں کو خدا کا کلام نہیں مان سکیگا۔ تاوقتیکہ وہ ریاکاری سے کام نہ لے نامہ نگار مذکور کا یہ خیال کہ دنیا کی موجودہ اشانتی اسی وقت دور ہوگی جبکہ وید بھگوان کا پرکاش دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جائے گا ایک ایسا خیال ہے کہ جسکو بے بنیاد ثابت کرنے کے لئے کچھ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس قسم کے خیال کی تردید میں اوپر بیان کرچکا ہوں وہ لوگ جو دل سے معقولیت اور سچائی کے طالب نہیں ہیں جو اس اصول کو نہیں مانتے کہ سچائی کو قبول کرنا چاہیئے اور جھوٹ کو چھوڑ دینا چاہیئے جب انکو سوامی دیانند کے وید بھاشیہ میں ایسی باتوں کا پتہ لگتا ہے جن سے کہ ان کے ایمان کو لغزش ہوتی ہو تو وہ اپنے ایمان کی بےبسی پر غور نہیں کرتے بلکہ وہ سوامی دیانند پر یہ فتوے دیتے ہوئے سنے جاتے ہیں کہ سوامی دیانند موٹی عقل کا آدمی تھا اور کہ وہ دراصل ویدوں کو نہیں سمجھا تھا۔ یہ خیال محقق لوگوں کا خیال نہیں ہے بلکہ ایسے لوگوں کا خیال ہے جو وید کو ملکی نسلی اور پیدائشی جذبات کی بنا پر اسی طرح گود سے لگائے رکھنا چاہتے ہیں جس طرح کہ ممتا کی ماری ہوئی ماں اپنے مردہ بچے کو اپنی چھاتی سے الگ کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتی خواہ اس کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ بچہ مر چکا ہے وہ لوگ جو ایسی ممتا کا شکار ہو چکے ہیں وہ اس بات پر رضامند ہیں کہ سوامی دیانند کو موٹی بدھی کا آدمی بتائیں۔ لیکن وہ اس بات کے لئے مطلق تیار نہیں ہوں گے کہ ویدوں کے کلام الٰہی ہونے میں شک کریں مسٹر ہربرٹ سپنسر کے الفاظ میں پیدائشی یا نسلی تعصب کی یہ ایک عمدہ مثال ہے اور اس میں وہ جذبات بھی شامل ہیں جو کہ پروہتوں کی غلامی کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں مسٹر ہیوم کے الفاظ میں ویدوں کی کنجی ہمیشہ پروہتوں کے ہاتھ میں رہی او

انھوں نے اس بات کو کبھی گوارا نہیں کیا کہ اس قفل کو ان کے سوائے کوئی دوسرا شخص ہاتھ لگا سکے پروہت کلاس نے عوام الناس کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کے لئے اس ڈھکوسلے کو ہمیشہ بطور ہتھیار کے استعمال کیا کہ وید ایک ایسی کتاب ہے جس کو کہ خدا بولتا ہے اور کہ وید کو پڑھنے کا استحقاق سوائے اُن کے کسی دوسرے کو نہیں۔ سوامی دیانند نے بڑی جرأت اور دلیری سے اس قفل پر ہاتھ ڈالا اور اس کو توڑ کر رکھدیا۔ سوامی دیانند کی یہ دلیری بنی نوع انسان کے شکریہ کی مستحق ہے۔ مگر سوامی دیانند کے بعد جو نئی پروہت کلاس پیدا ہوئی۔ اس نے ویدوں کے ساتھ سوامی دیانند کے بھاشیہ کو بھی از سر نو قفل لگا دیا اور یہ ڈھکوسلا گھڑا کہ سوامی دیانند کے بھاشیہ کو سمجھنے کے لئے بھی وید۔ ویدانگ۔ درشن شاستر۔ دنیا کی پرانی زبانیں۔ مغربی فلسفہ اور سائنس تمام تواریخ وغیرہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔ سوامی دیانند کے بھاشیہ کو سمجھنے کے لئے انھوں نے اسی قسم کی دوسری شرائط بھی پیش کیں جن کا مطلب سوائے اسکے کچھ نہیں تھا کہ نہ نو من تیل ہو نہ رادھا ناچے۔ اسی طرح وید بدستور سابق اندھے ایمان کی چیز بنے رہے اس میں شک نہیں کہ اگر سوامی دیانند کے وید بھاشیہ کا دنیا کی عام فہم زبانوں میں ترجمہ ہو جائے۔ تو یہ اس اندھے اعتقاد کو اڑانے کے لئے کہ وید خدا کا کلام ہے بڑا زبردست ذریعہ ثابت ہوگا یہ اُس اندھے اعتقاد کا ہی نتیجہ تھا کہ وسطی زمانہ میں ہندوستان میں جس قدر بُرے سے بُرے فرقے پیدا ہوئے انھوں نے اپنی بداخلاقی کی بنیاد وید کے ہی کسی نہ کسی منتر پر قائم کی تھی جس کا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق ترجمہ کرتے تھے اور جن لوگوں نے بودھوں کو محض اس بنا پر تباہ کیا تھا کہ وہ ویدوں سے منکر تھے انھوں نے بھی اپنے اس قسم کے فتووں کے لئے ویدوں کو ہی بطور ہتھیار کے استعمال کیا۔ سوامی دیانند نے اگرچہ پرانی تفاسیر کو وام مارگیوں کی تفاسیر کہکر رد کر دیا ہے۔ لیکن خود سوامی دیانند نے ویدوں کو جس شکل میں پیش کیا ہے وہ سخت خطرناک ہے گو موجودہ حالات میں اس کا خطرہ چنداں محسوس نہ کیا جاتا ہو۔ لیکن اگر یہ تعلیم ایسی قوم کے ہاتھ میں آجائے جو کہ برسر حکومت ہو یا اس تعلیم کو ماننے والی قوم برسر حکومت ہو جائے تو اس وقت سوامی دیانند کا بھاشیہ دو دھاری تلوار کا کام دیگا۔ کیونکہ اس میں اُن لوگوں کے قتل کے لئے کافی سے زیادہ فتوے موجود ہیں جو کہ ویدوں کے ماننے والوں کے دشمن ہوں یا جنکو ویدوں کے ماننے

والے اپنا دشمن سمجھتے ہوں یہاں تک کہ ایسے دشمنان دھرم کو الٹا کر کے زندہ آگ میں جلانے شیروں سے پھڑوانے اور درندوں سے چروانے کی سزا تجویز کی گئی ہے جیسا کہ میں پیچھے دکھا چکا ہوں۔

اس خطرے کی شدت اور بھی دوبالا ہو جاتی ہے جبکہ اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ ویدوں کے منتر ایک ایسی زبان میں ہیں جس کو وید کو خدا کا کلام ماننے والے "یوگک" کہتے ہیں۔ اگر مجھے "یوگک" کے لئے اردو کا کوئی عام فہم لفظ استعمال کرنا ہو تو میں اس کے لئے "موم کی ناک" کا لفظ استعمال کرونگا مسٹر ہیوم کے الفاظ میں عبارت کی اس پیچیدگی کی چابی ہمیشہ پروہت کے ہاتھ میں رہتی ہے اور پروہت کا اختیار ہے کہ وہ اس موم کی ناک کو جس طرف چاہے پھیر دے سوامی دیانند نے رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں اس بات پر جو بحث کی ہے وہ ایک دلچسپ مطالعہ ہے جب مہیدھر ایک منتر پر سے پردہ اٹھاتا ہے تو وہ ہمارے سامنے ایک نہایت ہی فحش نظارہ پیش کرتا ہے جب اسی منتر پر سے ساین آچاریہ پردہ اٹھاتا ہے تو وہ کچھ اور ہی دکھاتا ہے جب اسی منتر پر سے سوامی دیانند پردہ اٹھاتا ہے تو وہ کچھ اور ہی نظارہ پیش کرتا ہے حق و حقانیت کا متلاشی جب ایک ہی منتر کو مختلف پروہتوں کے ہاتھ میں چھلاوے کی طرح رنگ بدلتا ہوا دیکھتا ہے تو وہ اس نتیجے پر پہنچنے کے بغیر نہیں رہتا کہ یہ محض بھان متی کا سا تماشا ہے جس میں کہ کھیلنے والے اپنے ہاتھ کی چالاکی سے ایک ہی گولی کے مختلف رنگ بدل کر دکھا رہے ہوں۔ پروہت لوگ وید منتر کی اس بوقلمونی کو عبارت کے "یوگک" ہونیکی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو کہنا پڑتا ہے کہ یہ ایک ایسی بات ہے جو وید منتروں کے سخت دھوکہ دہ اور سخت ناقابل اعتبار ہونے پر دلیل ہے اور کہ ایسی کتاب پر جو چھلاوے کی طرح رنگ بدل سکتی ہو اپنے ایمان کی بنیاد رکھنا یا اس کو خدا کا کلام ماننا سخت مضر اور خطرناک کھیل ہے۔ سوامی دیانند نے اس ہر وقت لرزاں رہنے والی چھت کو اپنے وید بھاشیہ کے ذریعے تھونیوں اور بلیوں سے قایم کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن بعض مقامات پر سوامی دیانند نے بھی وید منتروں کے اس ننگ کو ڈھانپنے میں جو کہ درحقیقت وہاں پر موجود ہے اپنے آپکو بیدست و پا پایا ہے۔ اس کی کچھ مثالیں اوپر دی جا چکی ہیں۔ یہاں پر چند مثالیں اور پیش کرتا ہوں یجروید کا چوبیسواں ادھیائے سوامی دیانند کے الفاظ میں یوں ہے۔

چوبیسواں ادھیائے

منتر۱. تیز رفتار گھوڑے، مارخور بکرے، بیل گائے کا دیوتا سورج ہے۔ کالی گردن والے پشو کا دیوتا اگنی ہے۔ داغ دار پیشانی والی بھیڑ کا دیوتا سرسوتی ہے۔ نیچی گردن کرکے ترچھی ٹانگیں کرکے چلنے والے پشوؤں کا دیوتا اشونی ہے۔ سوم اور پوشن ہے کالے رنگ والے تند خو بائیں اور دائیں طرف سفید دھاریوں والے یا بالکل سیاہ دھاریوں والے پشوؤں کا دیوتا یَم ہے۔ پاؤں کے جوڑوں کے پاس بہت سے بال رکھنے والے پشوؤں کا دیوتا توشٹا ہے جس کی دم پر سفید داغ ہوں اس پشو کا دیوتا وایو ہے۔ بغیر بہار آئے کے سانڈ سے جفتی کرکے حمل اسقاط کرنیوالی گائے کا اور چھوٹے قد اور ٹیڑھے ترچھے اعضاؤں والے پشو کا دیوتا وشنو ہے۔ ان تمام پشوؤں کو اچھے کرم کرنیوالے انسان کی جاہ وحشمت کیلئے کما حقہ کام میں لانا چاہیئے۔

منتر۲. سرخ اور سرخی مائل سیاہ رنگ والے اور بیر کی مانند ارغوانی رنگ والے پشوؤں کا دیوتا سوم ہے۔ نیولے کی مانند خاکی رنگ والے یا طوطے کی مانند ہرے رنگ والے پشوؤں کا دیوتا ورون ہے۔ جوڑوں پر سفید داغوں والے، سارے جسم پر سفید چھینٹیوں والے اور کہیں سفید داغوں والے پشوؤں کا دیوتا برہسپتی ہے جن کے تمام جسم پر چھینٹے کی مانند داغ ہوں جن کے رنگ برنگ کے داغ ہوں جن کے موٹے موٹے داغ ہوں ان سب پشوؤں کا دیوتا متر اور ورون ہے۔

منتر۳. خوبصورت بالوں والے، بالکل پاک وصاف بالوں والے، چمکدار بالوں والے پشوؤں کا دیوتا سورج اور چاند ہے۔ سفید رنگ والے، سفید آنکھوں والے سرخ رنگ والے پشوؤں کا دیوتا پشوپتی رُدر ہے جن سے کام لیا جاتا ہے ایسے پشوؤں کا دیوتا وایو ہے۔ موٹے جسم والوں کا دیوتا پران وایو ہے۔ آسمانی رنگ والے پشوؤں کا دیوتا میگھ ہے۔

منتر۴. پوچھنے کے لائق دائیں بائیں نیچے اوپر سے آہٹ پاکر چوکنے ہو جانے والے پشوؤں کا دیوتا وایو ہے۔ پھلوں کو کھانے والے، لال پروں والے چنچل آنکھوں والے پشوؤں کا دیوتا سرسوتی ہے۔ جس کے کان پر انجیر کی طرح کے داغ ہوں جس کے کان سوکھے ہوئے ہوں جس کے کان سنہری رنگ کے ہوں۔ ایسے تمام پشوؤں کا دیوتا آدِتیہ ہے۔ کالی گردن والے سفید جوڑوں والے موٹی ٹانگوں والے پشوؤں کا دیوتا اِندر اور بجلی ہے۔ مستانہ چال والے، آہستہ آہستہ چلنے والے تیز چلنے والے پشوؤں کا دیوتا اوشا ہے۔

منتر۵. تمام صنعت وحرفت کے کاموں میں کام آنے والی خوبصورت بھیڑوں کا دیوتا وشوے دیو ہے۔ نیچی آواز والی اونچی آواز والی اور مدھم آواز والی تینوں قسم کی بھیڑوں کا دیوتا آدِتی (پرتھوی) ہے۔ نامعلوم بھیڑ اور دھاڑی کرنیکے لائق ایک ہی رنگ والی چھوٹی چھوٹی بھیڑیاں۔ دو دانتوں کی استریوں کے لئے جاننی چاہئیں

منتر۶. اکڑی ہوئی گردن والے پشوؤں کا دیوتا اگنی ہے۔ سفید کھروں والے پشوؤں کا دیوتا پرتھوی ہے۔ آسمانی رنگ والوں کا دیوتا ارودر ہے۔ سفید رنگ والے اور آگے سے ٹکر مارنے والے پشوؤں کا دیوتا آدتیہ ہے۔ آبی رنگ والے پشوؤں کا دیوتا میگھ ہے۔

منتر۷. بلند قد خوبصورت اور چھوٹے قد والے پشوؤں کا دیوتا بجلی اور پون ہے اونچے قد والے شہ زور اور باریک پیٹھ والے پشوؤں کا دیوتا سورج اور وایو ہے طوطے کے رنگ والے تیز رفتار چت کبرے پشوؤں کا دیوتا ماروت ہے۔ کالے رنگ والے پشوؤں کا دیوتا پوشن (میگھ) ہے۔

منتر۸. مذکورہ بالا دو رنگوں والے پشوؤں کا دیوتا وایو اور بجلی ہے۔ چھوٹے قد والے بیلوں کا دیوتا سوم اور اگنی ہے۔ بانجھ گائے کا دیوتا متر اور ورون ہے اِدھر اُدھر سے ہاتھ لگی ہوئی گائے کا دیوتا متر ہے۔

منتر۹. کالے رنگ والوں کا دیوتا اگنی ہے نیولے کے رنگ والے پشوؤں کا

دیوتا سوم ہے سفید رنگ والے پشوؤں کا دیوتا وایو ہے۔ جن پر کوئی خاص نشان نہ ہو اُن کا دیوتا ادتی ہے جن کا صرف ایک ہی رنگ ہو اُن کا دیوتا پون ہے چھوٹے بچھڑے اور بچھڑیوں کو سورج وغیرہ کی کرنوں سے کام لینے والا جاننا چاہیئے۔

منتر۱۰۔ کالے رنگ والے پشو کا دیوتا بھومی ہے۔ دھوئیں کے رنگ والوں کا دیوتا انترکش ہے۔ اچھی عادتوں والے، پڑھنے والے سفیدی مائل پشوؤں کا دیوتا بجلی ہے جو منگل کاری پشو ہیں وہ دُکھ سے پار اتارنے والے ہیں۔

منتر۱۱۔ موسم بسنت میں دھوئیں کے رنگ والے موسم گرما میں سفید رنگ والے موسم برسات میں کالے رنگ والے موسم سرما میں لال رنگ والے۔ برف کے موسم میں موٹے تازے اور نکلتی سردی میں زردی مائل سرخ رنگ والے پدارتھوں کو حاصل کرنا چاہیئے۔

منتر۱۲۔ تین بھیڑوں والے گائتری کے لئے۔ پانچ بھیڑوں والے تری اشٹپ ارتھات جسم من اور آتما کے لئے ونیاش نہ ہونے والی اور سنسار میں سکھ کو دینے والی کریا کریں جن کے تین بچھڑے ہوں وہ انوشٹپ ارتھات پیچھے سے جو کریا کی جاتی ہے اس کو روکنے کے لئے تین کریں اور جو اپنے پشوؤں سے زندگی کی چوتھی منزل کو حاصل کرنے والے ہیں وہ وہی کام کریں جن سے کہ آنند بڑھے۔

منتر۱۳۔ جو انسان وارٹ چھند کے لئے لادو جانوروں کو۔ برہتی چھند کے لئے سانڈ کو۔ ککوپ چھند کے لئے دودھ دینے والی گائے کو سوئیکار کرتے ہیں وہ سکھ کو حاصل کرتے ہیں۔

منتر۱۴۔ کالی گردن والے پشوؤں کا دیوتا اگنی ہے۔ سب کا دھارن پوشن کرنے والے پشوؤں کا دیوتا سوم ہے۔ نیچی گردن کر کے چلنے والے پشوؤں کا دیوتا سادتہ ہے۔ چھوٹی چھوٹی بچھڑیوں کا دیوتا سرسوتی ہے۔ کالے رنگ والوں کا دیوتا پوشن ہے۔ جو پوچھنے کے قابل ہیں انکا دیوتا ماروت (ہشن) ہے جو بہت سے رنگوں والے ہیں انکا دیوتا وشوے دیوا (تمام ودوان) ہیں جو خوب چمک دار ہیں انکا

آکاش اور پرتھوی ہے۔

منتر۱۵۔ مذکورہ بالا اچھی طرح چلنے والے پشوؤں کا دیوتا اندرا اور اگنی ہے جو زمین جوتنے والے ہیں ان کا دیوتا ورون ہے۔ جو انسان کی طرح مختلف اقسام و نشان والے اور ایذا رساں پشو ہیں ان کا دیوتا پرجاپتی ہے۔

منتر۱۶۔ ان سب جانوروں کا دیوتا وایو اور بجلی ہے۔ اچھے سینگ والوں کا دیوتا مہیندر ہے مختلف رنگ والے پشوؤں کا دیوتا دشو کرما ہے۔ سب کو اچھے صاف ستھرے راستوں میں آنا جانا چاہیئے۔

منتر۱۷۔ ابشانتی سوبھا و پیدا کرنے والے۔ ماتا پتا کے لئے نیولے کی مانند خاکی رنگ والے اور سبھا میں بیٹھنے والے بزرگوں کیلئے کالے رنگ والے اور دھوئیں کے رنگ والے اور طاقت دینے والے جنھوں نے اگنی ودیا گرہن کی ہے۔ ان بزرگوں کیلئے کالے رنگ والے اور خوب موٹے تازے تین قسم کے نشان والے پشو ہیں۔

منتر۱۸۔ اے انسانو! تم کو جو شونا سیر دیوتا والے کھیتی کرنے والے۔ آنے جانے والے۔ ہوا کی مانند گن رکھنے والے رنگ والے۔ سورج کی مانند پرکاشمان سفید رنگ والے پشو بتائے ہیں۔ انکو اپنے کاروبار میں لاؤ۔

منتر۱۹۔ جانوروں کو جاننے والا موسم بسنت کے لئے ٹیٹری موسم گرما کے لئے چڑیوں موسم برسات کے لئے تیتروں موسم سرما کے لئے بطخوں۔ برف کے موسم کے لئے ککر نام کے جانوروں اور نکلتی سردی کے لئے ککر نام کے جانوروں کو بھلی پرکار حاصل کرتا ہے۔

منتر۲۰۔ جس طرح سمندری جانوروں کو جاننے والا اپنے بچوں کو مارنے والے ششومار جانوروں کو اور سیکھنے کے لئے مینڈکوں کو پانی کے لئے مچھلیوں کو اور کلیپ نام کے جانوروں کو سورج کے لئے اور نگر مچھ اور گھڑیال کو ورون دیوتا کے لئے حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی حاصل کرو

منتر۲۱۔ اے انسانو! جس طرح جانوروں کے گنوں کا گیان رکھنے والا منش چاند

باسوم کے لئے ہنس کو ہوا کے لئے ۔ بگلوں کو اندرا اور اگنی کے لئے ۔ سارسوں کو متر کے لئے جل کاگ کو وروں کے لئے چکوے چکوی کو بھلی پرکار حاصل کرتا ہے اسی طرح تم بھی کرو۔

منتر ۲۲۔ اے انسانو! جس طرح جانوروں کے گنوں کو جاننے والا انش آگ کیلئے مرغوں کو بغیر پھول کے درختوں کیلئے اُلوؤں کو اگنی اور سوم کیلئے نیل کنٹھ کو سورج اور چاند کے لئے موروں کو متر اور وردن کے لئے کبوتروں کو اچھی طرح حاصل کرتا ہے اسی طرح تم بھی کرو۔

منتر ۲۳۔ اے انسانو! جس طرح جانوروں کا کام جاننے والا انش جاہ و حشمت کے لئے بٹیروں کو پرکاش کے لئے کولاک نام جانور کو۔ ودوانوں کی استریوں کیلئے گوؤں کو مارنے والے جانوروں اور ودوانوں کی بہنوں کے لئے کولیک نام کے جانوروں اور آگ کی مانند رہنمان اور گھر والوں کی پرورش کرنے کیلئے روشن پکشیوں کو حاصل کرتا ہے اسی طرح تم بھی کرو۔

منتر ۲۴۔ اے انسانو! جس طرح وقت کا جاننے والا دن کے لئے نرم آواز نکالنے والے کبوتروں۔ رات کے لئے سیجا پو نام جانوروں۔ دن رات کے ملنے کے دونوں وقتوں کے لئے جتو نام کے جانوروں مہینوں کے لئے کالے کوؤں اور سال کیلئے بڑے خوبصورت پروں والے پکشیوں کو اچھی طرح حاصل کرتا ہے اسی طرح تم بھی کرو

منتر ۲۵۔ اے انسانو! جس طرح بھومی کے جانوروں کے گن جاننے والا پرشش زمین کے لئے چوہوں انترکش کے لئے ایک قطار کے اُڑنے والے پکشیوں پرکاشر کے نام کے جانوروں۔ پورب وغیرہ وشاؤں کے لئے نیولوں اور کونوں کی وشاؤں کے بھورے رنگ کے نیولوں کو بھلی پرکار حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی کرو۔

منتر ۲۶۔ اے انسانو! جس طرح پشوؤں کے گن کو جاننے والا اگنی وغیرہ کے لئے رش جاتی کے ہرنوں۔ پران وغیرہ رودروں کیلئے روجھہ نامی پشوؤں۔ بارہ مہینوں کے لئے نینگو نام کے پشوؤں۔ تمام ودوانوں کیلئے پرشت جاتی کے ہرنوں اور

سدھی کو حاصل کرنے والے ودوانوں کے لئے گانکیوں کو اچھی طرح حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی کرو۔

منتر ۲۷۔ اے راجا! جوانسان ... سب قدرت کے لئے اور آپ کے لئے پرشست نامی ہرن کو ستہ کے لئے سفید رنگ کے ہرنوں کو وردن کے لئے بھینسوں کو ... کے لئے نیل گائے کو اور توشٹا کے لئے اونٹوں کو بھلی پرکار حاصل کرتا ہے وہ مالا مال ہوتا ہے۔

منتر ۲۸۔ جو انسان پرجا پالنے والے راجہ کے لئے پرشوں اور ہاتھیوں کو باتی کے لئے پکشی نام کے جیووں۔ آنکھ کے لئے مشکان نامی جنتوؤں کان کے بھنوروں کو حاصل کرتا ہے وہ مضبوط عضوں والا ہوتا ہے۔

منتر ۲۹۔ پرجا کی پالنا کرنے والے اور اس کے سمبندھیوں کے لئے والیو اور وایو سے سمبندھ رکھنے والے پدارتھوں کے لئے نیل گائے وردن دیوتا کے لئے جنگل کا مینڈھا۔ انصاف کرنے والے کیلئے کالا ہرن راجہ کے لئے شیر کے لئے بندر اور لال ہرن۔ سرشیشٹ انسان کے لئے نیل گائے۔ باز کے لئے بطخ۔ نیلے رنگ کے چھوٹے کیڑے کے لئے چھوٹا کیڑا۔ بالکوں کو مارنے والے ششومار سمندر دیوتا کے لئے اور سربفلک پہاڑوں کے لئے ہاتھی بنایا گیا ہے۔

منتر ۳۰۔ قابل نفرت انسان کا دیوتا پرجاپتی ہے۔ چھوٹے کیڑے شیر اور تلی دھارن کرنے والے کے لئے ہیں آکاش میں اُڑنے والی سفید چیل۔ دھنکش جانور کا دیوتا اگنی ہے چڑھوٹا قسم کی چڑیوں۔ لال سانپ جو کہ تالاب میں رہتا ہے۔ ان کا دیوتا توشٹا ہے۔ اور سارس بانی کے لئے جاننا چاہئے۔

منتر ۳۱۔ کلنگ جنگلی بکرا نیولا۔ ان سب کا دیوتا سوم ہے۔ خاص طاقت رکھنے والے پشوؤں کا دیوتا پوشن ہے۔ خاص اور عام گیدڑ جاہ و حشمت والے پرش کیلئے گورا ہرن خاص قسم کا ہرن یا کسی دوسری قسم کا ہرن اور رگٹ نام کا ہرن اور چکوی اگر انو اسی کیلئے یا سنے پیچھے سانپوں کیلئے مکت کئے جائیں تو بہت کام کرنیکے قابل ہو

منتر ۳۲۔ بگلی کا دیوتا سورج ہے۔ پپیہے، سرج، شبا، نڈک، جانوروں کا دیوتا متر ہے طوطی اور طوطے کا دیوتا سرسوتی ہے۔ خرگوشنی کا دیوتا بھومی ہے۔ شیر، بھیڑیا، سانپ سب کے سب غصّے والے ہیں۔ شدھی کرنے والا شو اجانور اور انسان کی طرح بولنے والے جانور کا دیوتا سمندر ہے۔

منتر ۳۳۔ خوبصورت پروں والے جانور کا دیوتا میگھ ہے۔ اژدہا، کٹھ، پھوڑے کا دیوتا وایو ہے۔ پنگ راج نامی جانور بڑے بڑے پدارتھوں اور کلام کی حفاظت کرنیوالے کے لئے ہیں۔ الج نام کے جانور کا دیوتا انترکش ہے۔ بطخ، جل کاگ مچھلی وغیرہ کا دیوتا سمندر ہے۔ کچھوے کا دیوتا پرکاش اور بھومی ہے۔

منتر ۳۴۔ پرشن مرگ کا دیوتا چاند ہے۔ گوہ اور سارس، درختوں سے تعلق رکھنے والا کٹھ پھوڑا، مرغا وغیرہ کا دیوتا جاوتا ہے ہنس کا دیوتا وایو ہے۔ مگرمچھ کے بچے اور مگرمچھ اور دیگر آبی جانوروں کا دیوتا سمندر ہے خرگوشنی لجا کے لئے جاننی چاہیئے۔

منتر ۳۵۔ ہرنی دن کے لئے۔ مینڈک، چوہا، تیتری، سانپوں کیلئے جنگل کے لوپاش نامی جانوروں کا دیوتا اشو ہے۔ کالے رنگ کا ہرن رات کے لئے ہے۔ ریچھ اور جتو نام کا پشو اور شوشیلکا یکشی وے سب انسانوں کے لئے انگوں کو سیکڑنے والا جانور وشنو دیوتا کے لئے۔

منتر ۳۶۔ کوکلا پکشی بندر دھواڑوں کے لئے رشن جاتی کا ہرن اور خوبصورت پروں والا مور کا دیوتا گندھرو ہے آبی جانوروں کا دیوتا جل ہے۔ کچھوے، مرگ کنڈرنا چی اور گوتنکا جنگلی پشوؤں کا دیوتا سورج ہے۔ کالے رنگ کے پشوؤں کو مرتیوں کے لئے جاننا چاہیئے۔

منتر ۳۷۔ بارش کو بلانے والی مینڈکی موسم بسنت کے لئے چوہیا ہے۔ کشن نام کا پشو اور مانتقال نامی پشو پالنا کرنے والوں کے لئے ہیں۔ بل کے لئے بڑا سانپ ہے ٹیٹری، کبوتر، آلو، خرگوش، جنگلی مینڈھا، دروں دیوتا کے لئے جاننا چاہیئے۔

منتر ۳۸۔ خوبصورت پروں والے جانوروں کو موسموں کے بتلانے کے لئے اونٹ

اور دیگر زور آور پشو۔ لٹکن والا بکرا سب کے سب بدھی کے لئے جاننے چاہئیں نیل گائے جنگل کے خاص ہرن۔ رودر دیوتا والے ہیں۔ کوئی نام کا جانور، مرغا کو آگھوڑوں کے لئے اور کوکلا بھلی پرکار کام لینے کے لئے جاننا چاہیئے۔

منتر ۳۹۔ اوپر اور تیز سینگوں والا گینڈا۔ تمام دوانوں کے لئے کالے رنگ کا کتا۔ بڑے کانوں والا گدھا اور سیاہ گوش سب کے سب دشٹوں کے لئے سور راجہ کے لئے شیر ماروت دیوتا کیلئے گرگٹ، پپیہا۔ اور دیگر جانور چاندماری کرنے والوں کے لئے اور پرشت کی قسم کے ہرن ودوانوں کے لئے جاننے چاہئیں۔"

یجروید کا یہ تمام ادھیائے ایک عجیب قسم کی چیستان ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ پروہت کے ہاتھ میں پڑکر یہ دودھاری تلوار کس طرف چل سکتی ہے۔ خود سوامی دیانند بھی اس پر کوئی روشنی نہیں ڈالنا چاہتا۔ یا نہیں ڈال سکا۔ وہ صرف اتنا ہی کہہ کر چپ ہو جاتا ہے کہ اس پرکرن میں دیوتا پد سے اس پد کے گن یوگ سے پشو جاننے چاہئیں۔ سوامی دیانند کا یہ قول بھی بذات خود ایک چیستاں ہے۔ اگر پرانے مفسرین میں سے کسی مفسر کی بات پر اعتبار کیا جاوے تو وہ ہمیں اس کا فوری حل یہ بتا دیگا کہ اس ادھیائے میں مختلف دیوتاؤں کے نام پر حیوانوں کے ذبح کرنے کی تعلیم ہے۔ سوامی دیانند نے بھی اپنی ابتدائی تصنیف میں اس حل کی تائید کی ہے۔ اگر اس حل کو صحیح نہ مانا جاوے تو اس ادھیائے کا ایک ایک منتر متلاشی حق کے سامنے درجنوں اعتراض پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ جس کا تسلی بخش جواب نہ تو سوامی دیانند دے سکتا ہے۔ نہ کوئی دوسرا مفسر مثلاً اس ادھیائے کے پہلے ہی منتر میں مختلف دیوتاؤں کی طرف مختلف رنگ کے پشوؤں کو منسوب کیا گیا ہے۔ اور ایسی گائے کو جو حاملہ ہونے کی صورت میں سانڈ سے جفتی کر کے حمل اسقاط کروا دیتی ہو۔ اس کو وشنو دیوتا کے سپرد کیا گیا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایسی گائے کو وشنو دیوتا کے سپرد کیوں کیا گیا کیا وشنو دیوتا اس کو دھرم کا اپدیش کرے گا کہ تو آئندہ ایسا فعل مت کرنا یا وشنو دیوتا اسکو کوئی سزا دے گا۔ یا اس سے کیا سلوک کرے گا غرضیکہ اس قسم کے بیسیوں سوال پیدا

ہوتے ہیں جن کا کوئی تسلی بخش جواب سوامی دیانند کے بھاشیہ میں نہیں مل سکتا لیکن جس وقت سوامی دیانند کی ابتدائی تصانیف پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ تو ہمیں اس کا حل فوراً مل جاتا ہے چنانچہ سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء کے دسویں سمولاس میں ایسی گائے کو یگیہ میں قربانی کر دینے کی تعلیم دی ہے۔ اور وہ اس کی تائید میں برہمن گرنتھوں کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ بیلوں اور دیگر جانوروں کو یگیہ میں دیوتاؤں کے لئے مارنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ تو سوامی دیانند کا خیال ہے۔ لیکن جب ہم دوسری سمرتیوں اور شاستروں کو تلاش کرتے ہیں تو وہاں سے بھی ہمیں اس بات کے حق میں شہادت ملتی ہے۔ مثلاً منو سمرتی کے پانچویں ادھیائے میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ دیوتاؤں کے نام سے یگیہ میں فلاں فلاں حیوان کو ذبح کرنا چاہئے۔ ان پرندوں اور چرندوں کی وہاں پر یجروید کے مذکورہ بالا ادھیائے کی طرح ایک بہت لمبی چوڑی فہرست دی گئی ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس فہرست میں کثرت سے وہی جانور بتلائے گئے ہیں جو کہ مذکورہ بالا ادھیائے میں بتائے گئے ہیں۔ ان میں گائے بیل وغیرہ کا مارنا بھی شامل ہے۔ اور اسکو ثواب کا باعث بتایا گیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ویاس سنگھتا۔ وششٹ سنگھتا۔ وشنو سنگھتا میں بھی یگیہ کے لئے پرندوں اور چرندوں کا مارنا لکھا ہے۔ خود برہدارنیک اُپنشد ادھیائے ۸ برہمن ۴ منتر ۱۸ میں لکھا ہے کہ جو پرش یہ چاہے کہ میرا پتر پنڈت۔ پرکھیات۔ پرگلبھ۔ سندر ارتھ والی کا بولنے والا چاروں ویدوں کا دکتا سمپورن آیو کا بھوگنے والا ہووے۔ وہ پرش جوان بیل۔ اتھوا اس سے کچھ زیادہ عمر والے بیل کا مانس چاولوں کے ساتھ پکا کر اس میں گھی ڈالکر اپنی عورت کے ساتھ کھاوے۔ سوامی دیانند نے بھی اپنی تصنیف سنسکار ودھی میں اسکو بطور سند کے پیش کیا ہے۔ علاوہ ازیں یجروید کے اکیسویں ادھیائے کے انتیسویں منتر کا بھاشیہ کرتے ہوئے سوامی دیانند نے یگیہ کیلئے ہنسا کو ضروری سمجھا ہے اور کالے رنگ کے مینڈھے وغیرہ جانوروں کو یگیہ کی سامگری کے لئے لازمی جز قرار دیا ہے۔ اور اس بات کے بتانے کی تو چنداں ضرورت ہی نہیں ہے کہ سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء میں نرمیدھ اور گومیدھ یگیہ میں بیل وغیرہ جانوروں کو مارنے کی تعلیم از روئے برہمن گرنتھ وغیرہ دی ہے۔ ان باتوں کے

پیش کرنے سے میرا مطلب اس بات پر بحث کرنا نہیں ہے کہ جانوروں کا دیوتاؤں کے نام پر مارنا پاپ ہے یا پن۔ بلکہ اس بات پر بحث کرنا ہے کہ یجروید کے چوبیسویں ادھیائے میں جو مختلف دیوتاؤں کے نام کے ساتھ مختلف جانور لگائے گئے ہیں۔ ان کا حل سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ ان دیوتاؤں کے نام پر ان جانوروں کو فلاں فلاں قسم کے مرد و عورت ذبح کریں۔ سوامی دیانند اگرچہ اپنی پہلی کتاب ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء میں اس بات کی تائید کر چکا ہے اور صاف الفاظ میں لکھ چکا ہے کہ یگیہ میں بیل گائے اور دیگر جانوروں کا ذبح کرنا کوئی پاپ کی بات نہیں ہے۔ وہ اپنے اس خیال کی تائید میں پرانے شاستروں کے حوالہ جات اور اپنی دلائل بھی پیش کرتا ہے۔ اور اس نے کہیں بھی اس بات کا اعلان نہیں کیا کہ یگیہ میں گائے بیل وغیرہ ذبح کرنیکی جو عبارت ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء میں درج ہے وہ اس کی نہیں ہے بلکہ وہ اسکو درست تسلیم کرتے ہوئے صرف اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ اس کتاب میں جو مردوں کا شرادھ لکھا ہے اسکی بجائے زندوں کا شرادھ سمجھنا چاہئے۔ اور بس چنانچہ اس تمام معاملہ میں مفصل بحث کر چکا ہوں جس شخص کو دیکھنا منظور ہو وہ اس ستیارتھ پرکاش کے جواب کو جو میں نے اردو میں شایع کر دیا ہے۔ پڑھکر اپنی تسلی کر سکتا ہے۔ مگر باوجودیکہ سوامی دیانند کے ایسے خیالات تھے۔ لیکن جب اس کو یجروید کے چوبیسویں ادھیائے سے واسطہ پڑا تو اسکو ایک ایسا وسیع چھید نظر آیا جس کو دیکھنے کے ساتھ ہی وہ بقول ؎

تن ہمہ داغ داغ شد ✣ پنبہ کجا کجا نہم

اس مورچے کو بند کرنے یا اس کے بند کرنے کی کوئی تجویز سمجھانے کے بغیر ہی آگے نکل گیا اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اس کو سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ کیونکہ بودھ اور جینی پہلے سے ہی شور مچا رہے تھے کہ ویدوں میں جانوروں کی قربانی کی تعلیم ہے۔ ادھر بودھوں اور جینیوں کے زبردست پرچار کی بدولت آج کل کے ہندو بھی اس قسم کی قربانیوں کی تعلیم کو ویدوں میں سے نکلتے دیکھکر خوشی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ اگر بغور دیکھا جائے تو موجودہ ہندوؤں میں جو جانوروں کی قربانی کے خلاف جذبہ دیکھا جاتا ہے وہ بودھوں اور جینیوں کے ہی پرچار کا نتیجہ ہے۔ سوامی دیانند اس مشکل کو بخوبی جان گیا تھا اس لئے اسکا حل اسکو اس کے سوائے

کچھ نہیں سوجھا کہ وہ اس ادھیائے پر نظر بند کر کے آگے نکل گیا۔ ورنہ امر واقعہ تو یہ ہے کہ یجروید کا چوبیسواں ادھیائے۔ گائے۔ بیل۔ بھینس۔ بھیڑ۔ بکری۔ ہرن غرضیکہ مختلف قسم کے جانوروں کی قربانی کا ایک خونی مذبح یا قربان گاہ ہے جس کی تائید بہت سے پرانے اور زمانہ حال کے مفسرین بھی کرتے ہیں۔ اس قربان گاہ یا مذبح پر پردہ ڈالنے کے لئے سوامی دیانند اس ادھیائے کو جوں کا توں بطور ایک چیستان کے چھوڑ جاتا ہے اور اصلیت کو چھپانے کی اس نے جو ناکامیاب کوشش کی ہے وہ ایسی مضحکہ خیز ہے کہ اس کے ایک ایک فقرے پر بیسیوں اعتراضوں کی بوچھاڑ ہوتی ہے مثلاً نامعلوم بھیڑ اور دھارن کرنے کے لایق ایک ہی رنگ والی چھوٹی چھوٹی بھیڑیاں دودھ والوں کی استریوں کے لئے جاننی چاہئیں۔

(منتر ۵)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ نامعلوم بھیڑ کیا بلا ہے۔ اور دودھ والوں کی استری اس کو لے کر کیا کرے اور بھیڑیوں کا دودھ والوں کی استریوں سے کیا تعلق وہ بھیڑیوں کو کیا کریں۔ ان کی پوجا کریں یا ان سے جنگ کریں یا ان کا دودھ دوہیں جبکہ وہ دودھ دینے کے قابل نہیں ہیں یا ان کے پاؤں دھو کر پئیں یا کیا کریں۔ اسی طرح منتر ۱۸ میں ماتا پتا کے لئے خاکی رنگ والے امیروں وزیروں کے لئے کالے رنگ والے اور گنی ودیا کو جاننے والوں کے لئے موٹے تازے پشو مقرر کئے گئے ہیں۔ اس میں کیا راز ہے۔ اسی طرح منتر ۲۳ میں مرغوں۔ اُلوؤں۔ موروں۔ کبوتروں کا حال لکھا ہے۔ اور منتر ۲۴ میں دودھ والوں کی استریوں کے لئے تو کوؤں کو مارنے والے جانور اور دودھ والوں کی بہنوں کے لئے کولیک نام کے جانور مقرر کئے ہیں۔ یہ بہت عجیب معمہ ہے۔ اسی طرح منتر ۳۰ میں مختلف انسانوں کے لئے مختلف قسم کے جانور مثلاً نیل گائے۔ جنگلی بینڈھا۔ کالا ہرن بطخ وغیرہ مقرر کئے گئے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس منتر چالیس میں دودھ والوں کے لئے گینڈا اور دشٹوں کے لئے کالے رنگ کا کتا گدھا اور سیاہ گوش۔ راجہ کے لئے سور اور چاند ملدی کرنے والوں کے لئے گرگٹ پپیہا مقرر کئے گئے ہیں۔ اسی طرح انتیسویں ادھیائے کے منتر ۵۹ میں لکھا ہے۔

لے انسانو تم قابل تعریف فوج والے، وگیان یکت، سپہ سالار کے لئے لال
دھول والا بیل سورج کے گن والے نیچے حصول میں سفید رنگ والے طاقت

دینے والے سنہری ناف والے دودھ والوں کے سمبندھی جنگلی بکرے اور پیلے رنگ کے
پشو والے دیوتا والے خاکی رنگ والے اگنی دیوتا والا کالا بکرا۔ بانی کے گنوں والی
بھیڑ اور جل کے گنوؤں والا تیز رفتار پشو کام میں لاؤ۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ سپہ سالار کے ساتھ بیل۔ طاقت دینے والے جنگلی بکروں کالے رنگ کے بکروں بھیڑوں کا کیا تعلق ہے۔ یہ جانور سپہ سالار کے لئے کس طرح کام میں لائے جائیں۔ سوامی دیانند اس کا جواب نہیں دیتا۔ مگر اس کا جواب وششٹ سمرتی مترجمہ پنڈت بھیم سین صفحہ ۱۲۰ پر دیا گیا ہے۔

اگر برہمن۔ کھشتری یا راجہ مہمان آجائے تو گھر والا اس کے لئے بڑے بیل اور
بڑے بکرے کا مانس پکاوے۔

غالباً وششٹ سمرتی میں وید کے اسی ادھیائے یا مذکورہ بالا منتر کی طرف ہی اشارہ ہے۔ سمرتی اور شرتی کو جب پہلو بہ پہلو رکھ کر دیکھا جاتا ہے۔ تو مطلب بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آپستھبہ سوتر کے پرتھم پرشن کی پانچویں ٹپل کی اٹھارہویں کانڈکا میں گائے کے مارنے کی اجازت دی گئی ہے۔ مہابھارت کے دن پرب کے ادھیائے ۲۰۷ میں لکھا ہے کہ رنتی دیو راجہ۔ روز دو ہزار گائے ذبح کیا کرتا تھا اور رشی منی اس کے ہاں بھوجن پایا کرتے تھے اور یہ راجہ مرنے کے بعد سورگ میں گیا۔

وشنو پران مطبوعہ بنگ باسی سمت ۱۹۵۶ صفحہ ۳۱۳، ۳۱۴ پر لکھا ہے کہ گئو مانس سے پتر لوگ گیارہ ماہ تک ترپت رہتے تھے چنانچہ شو پران ادھیائے ۶۳ میں کوشک کے پتر گرگ رشی کے شاگردوں کا شرادھ میں گئو مانس کھانے کا ذکر آتا ہے۔ اسی طرح وشنو سنگھتا ادھیائے ۸۰ میں مختلف دیوتاؤں یا پتروں کے نام پر مختلف جانوروں کی قربانی اور ان کے مانس سے ان ان دیوتاؤں یا پتروں کا مختلف عرصہ تک ترپت رہنا بتایا گیا ہے۔ ان باتوں سے میری مراد اس بات پر بحث کرنا نہیں ہے کہ پتروں یا شرادھ کے بارے میں سوامی دیانند کی جو پوزیشن ہے وہ غلط ہے۔ یا صحیح بلکہ اس بات پر بحث کرنا ہے کہ جس صورت میں کہ سوامی دیانند خود اپنی ابتدائی تصانیف میں یہ مان چکا ہو کہ یگیہ میں جانوروں کی قربانی کرنی چاہئے

اور جس صورت میں کہ دیگر شاستر بھی اس کی شہادت دیتے ہوں۔ اس صورت میں سوامی دیانند نے اس سیدھے راستے کو چھوڑ کر یجر وید کے چھبیسویں ادھیائے کی اصلیت پر پردہ ڈالنے کی جو کوشش کی ہے۔ اس میں خود سوامی دیانند قطعی بے دست و پا رہ گیا ہے اور یہ تمام کا تمام ادھیائے بذات خود ایک چیستاں بن گیا ہے جس کے سر پیر کا کچھ پتہ نہیں لگ سکتا

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وید خدا کا کلام ہیں اور وہ انسانوں کی رہبری کیلئے نازل ہوئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ انسان شروع دنیا سے لے کر آج تک ان کے اصلی معنوں کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ خود سوامی دیانند کے لئے بھی جو کہ بقول پروفیسر میکس مولر ویدوں کے پیچھے پاگل تھا۔ ویدوں کے اکثر مقامات صحرائے اعظم ثابت ہوئے ہیں اور وہ ان پر کچھ روشنی نہیں ڈال سکا جیسا کہ مذکورہ بالا ادھیائے میں دکھایا گیا ہے۔ ایسے حالات میں کوئی دیانتدار شخص اس بات کے لئے تیار نہیں ہو سکتا کہ وہ ویدوں کو خدا کا کلام مانے جو کہ انسانوں کی رہبری کے لئے نازل ہوا۔ حالانکہ صحیح پوزیشن یہ ہے کہ وید پرانے زمانے کے پروہتوں کے گیت ہیں۔ ان میں سے بعض اچھے اور بہت اچھے ہیں۔ لیکن بعض محض بچوں کی باتیں اور بعض سخت وحشیانہ خیالات کا مدفن ہیں جو کہ ان پروہتوں کے سینے میں موجزن تھے ایسی صورت میں ویدوں کو خدا کا کلام ماننا اور ان پر اپنے دین و ایمان کی بنیاد قائم کرنا انسان کی روح پر سخت ظلم کرنا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں انسان کی تمام روحانی آزادی پروہتوں کے ہاتھ میں بک جاتی ہے اور وہ اس سے آگے پرواز نہیں کر سکتی۔ جہاں تک کہ ان پروہتوں نے پرواز کیا ہے۔ اگر اُسکو اُن میں کوئی غلط یا وحشیانہ بات نظر آتی ہے تو ایسی غلام روح یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھتی کہ وہ بات درحقیقت غلط اور وحشیانہ ہے۔ بلکہ وہ یہ کہکر اپنی تسلی کر لیتی ہے کہ یہ میری عقل کا قصور ہے کہ میں اس معمے کو سمجھ نہیں سکتا یہ کس قدر خطرناک روحانی غلامی ہے اسکے برعکس اگر یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ وید خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ وہ پرانے زمانے کے انسانوں کے خیالات کا مجموعہ ہے تو اس صورت میں ہمیں یہ کامل آزادی حاصل رہتی ہے کہ ہم ان میں سے مفید خیالات کو لے لیں اور مضر خیالات کو پرے پھینک دیں

اس طرح ہماری ذہنی اور روحانی ترقی کا راستہ برابر کھلا رہتا ہے اور ہم پروہتوں کی غلامی کا شکار بننے کی بجائے اپنی آزادی کو برابر قائم رکھ سکتے ہیں جو لوگ یہ پرچار کر رہے ہیں کہ وید خدا کا کلام ہے وہ صرف یہی نہیں کہ روحانی آزادی کے گلے پر چھری رکھ رہے ہیں بلکہ وہ آنے والی نسلوں کے لئے ریاکاری۔ الحاد اور دہریت کے محل کا بنیادی پتھر قائم کر رہے ہیں۔

کیونکہ یہ لازمی امر ہے کہ جس وقت بھی کسی دیانتدار انسان کو اس خوفناک تعلیم کا پتہ لگے گا جس کی چند مثالیں میں اوپر درج کر چکا ہوں وہ اسی وقت یا تو اس خدا کی طرف سے منہ پھیر لے گا جو کہ اس قسم کا الہام دے سکتا ہے۔ یا وہ ویدوں کو ہاتھ سے پھینک دیگا۔ اس کی زندہ مثال میں موجود ہوں جو اس بات کا پتہ لگنے کے ساتھ ہی کہ ویدوں میں اس قسم کی خطرناک تعلیم بھی موجود ہے۔ ان کو ہاتھ سے پھینک رہا ہوں اور ان کو خدا کا کلام تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ حالانکہ اس سے پیشتر میں ویدوں کو دل و جان سے خدا کا کلام مانتا اور ایسا ہی پرچار کرتا تھا۔ لیکن اب میرے لئے ناممکن ہے کہ میں ایسی تعلیم کو ویدوں میں دیکھ کر جو کہ سوامی دیانند کے اپنے ہی الفاظ میں محض جہالت کی تعلیم ہے۔ انکو خدا کا کلام مانوں تاوقتیکہ میں ریاکاری سے کام نہ لوں لیکن میں ریاکار بننے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ لہذا میرے لئے لازمی ہو جاتا ہے کہ میں ویدوں کے بوجھ کو سر سے اتار کر پھینک دوں۔ اس بات پر روشنی ڈالنے کے لئے کہ اس مسئلہ نے لوگوں کو کس قدر ریاکار بنا رکھا ہے۔ میں یہاں پر آریہ سماج کے ایک اخبار میں سے چند سطریں نقل کرتا ہوں۔ آریہ سماج کا ایک لیڈر لکھتا ہے۔

جو سوال آپ کے روبرو پیش کیا جاتا ہے وہ گوشت خوری کے سوال سے کئی درجہ بڑھکر ہے کیا ناستک یعنی ویدوں کو ایشور کرت نہ ماننے والے آریہ سماج کے لیڈر اور بڑے بڑے ادھیکاری ہو سکتے ہیں؟ ایک ادھیکاری مہاشے سے کچھ عرصہ ہوا میں نے دریافت کیا کہ آپ ویدوں کو ایشور کرت مانتے ہیں۔ جواب دیا کہ جیسا دس اصولوں میں لکھا ہے ویسا مانتا ہوں اصولوں میں "وید ایشور کرت ہیں" ایسا مطلب ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو سوال کا جواب ہاں ہونا چاہیئے تھا اگر صورت دوئم ہو تو سوال نہیں ہوتا مگر اکثر اصحاب کو سیدھا ہاں یا نہ کرنے میں تامل ہوتا ہے عموماً اسی قسم کے جواب ہوتے ہیں جیسا کہ مذکورہ مجھکو ملا ہے۔ آپ سے

سچ کہتا ہوں کہ مجھکو کبھی خیال تک بھی نہیں گزرا کہ اصولوں میں لفظ ایشور کرت نہونے سے کچھ اور بھی اسکا مطلب ہو سکتا ہے۔ جہاں تک سوامی جی کا ذاتی یقین اسکے بارے میں ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سوامی جی لکھتے ہیں کہ چاروں ویدوں کو دھرم یکت۔ ایشور پرنیت سنگھتا منو بھاگ کو بھی نرابھرانت سوتہ پرمان مانتا ہوں چونکہ سوامی جی نے ان نیموں کا اپنی زندگی میں پرچار کیا اس سے اسکا مطلب سوامی جی کے سدھانتوں کے برخلاف نہیں ہو سکتا۔ پس جو پرش اس سوال کا جواب یہ نہ دیویں کہ ہاں میں ویدوں کو ایشور کرت مانتا ہوں ضرور اصولوں کے کچھ اور ارتھ کرتے ہیں اور ویدوں کو انھیں ایشور کرت ماننے میں تامل ہے۔ ویدوں کو ایشور کرت نہ ماننے والے ناستک ہیں جب ایسے مہاشے سماج کے بڑے ممبر اور ادھیکاری ہو سکتے ہیں تو کس کا مقدور ہے کہ مانس بھکشن کو ناجائز ٹھیراوے۔ وید آریہ سماج کی بنیاد ہے جب ویدوں کو ہی اڑا دیا تو مول کی عدم موجودگی سے شاخ پتے کہاں رہ سکتے ہیں ایسا ماننے والے ایک نہیں بلکہ اغلب ہے کہ بہت سے ہوں گے۔

(ستہ دھرم پرچارک ۲ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء)

مذکورہ بالا تحریر آریہ سماج کے ایک لیڈر کی طرف سے شائع ہوتی ہے۔ اس سے میرے اس بیان کی زبردست الفاظ میں تائید ہوتی ہے۔ کہ اس مسئلہ نے کہ "وید ایشور کرت ہیں سوسائٹی میں ریاکاروں کا ایک خاصہ گروہ پیدا کرنے میں مدد دی ہے جو دل سے ویدوں کو خدا کا کلام نہیں مانتے۔ لیکن پروہت کلاس سے وہ اس قدر ڈرتے ہیں کہ اپنے خیالات کو وہ آزادانہ طور پر ظاہر کرنے کی اخلاقی جرأت نہیں رکھتے اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا نکالا جا سکتا ہے کہ وید اُن کو بجائے دیانتدار بنانے کے ریاکار بنا رہے ہیں۔ پھوٹ پڑے سونا جو چھیدے کان۔ ریاکار بننے کی بجائے بہتر ہے کہ ویدوں کو ہی اُٹھا کر الگ رکھ دیا جاوے اسی لئے میں نے اس نامرغوب بوجھ کو سر سے اتار پھینکا ہے۔ مگر بلاوجہ نہیں بلکہ سنگین واقعات اور زبردست وجوہات کی بنا پر میں ویدوں کو خدا کے کلام کے درجہ سے ساقط کر کے پرانے زمانے کے پروہتوں کے گیتوں کی سطح پر رکھتا ہوں ان میں سے بعض گیت اچھے ہیں لیکن بعض سخت وحشیانہ اور خطرناک ہیں۔ اب میں ویدوں کو نہ تو کلام الٰہی مانتا ہوں نہ ہی میں

اس بات کا قائل ہوں کہ ویدوں کے پرچار سے دنیا میں عالمگیر شانتی کی بادشاہت قائم ہو سکتی ہے بلکہ جیسا کہ میں اوپر دکھا چکا ہوں ویدوں میں جس قدر جنگ و جدل۔ کشت و خون۔ مار دھاڑ۔ دنگہ۔ فساد۔ لوٹ۔ غارت۔ قتل عام۔ اپنے دھرم کے مخالفوں کو الٹا کر کے زندہ آگ میں جلانے۔ اپنے دشمنوں کو شیروں سے پھڑوانے۔ سمندر میں غرق کرنے۔ درندوں سے چروانے اور انواع و اقسام کی سفاکیوں سے مروانے کی تعلیم ہے وہ نہایت ہی خطرناک بلکہ شرمناک ہے۔ ایسی تعلیم کو خداوند قدوس کی ذات پاک کی طرف منسوب کرنا سخت کفر خوفناک دہریت اور شرمناک الحاد ہے۔ اور یہ کہنا کہ ایسی تعلیم کے پرچار سے دنیا میں امن کی بادشاہت قائم ہو سکتی ہے ایک لاثانی جھوٹ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ دنیا کو ایسے ویدک دھرم کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ویدک دھرم کے پنجے سے نجات پانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وید جس قسم کی خونریزی کی تعلیم دیتے ہیں وہ تو چاروں طرف ہو رہی ہے۔ اور ویدوں کی تعلیم کے مطابق توپ۔ بندوق تیر و تفنگ۔ آتشیں اسلحہ کی بھرمار۔ جنگ و جدل۔ کشت و خون۔ دنگہ فساد۔ مار دھاڑ قتل و غارت۔ فوج کی کثرت۔ بم سازی۔ مشین گن۔ کروپ گن۔ ڈریڈناٹ۔ ڈسٹرائر۔ کروزر۔ تارپیڈو بری۔ بحری اور ہوائی جنگ۔ گاؤں کے جلانے۔ دشمنوں کو قتل کرنے۔ چیرنے۔ پھاڑنے۔ غرق کرنے اور بعض حالات میں زندہ آگ میں جلانے اپنے دشمنوں کی تباہی چاہتے اور انکی بربادی کے لئے خدا سے دعائیں مانگنے۔ ان کو زہر دینے۔ اُن کی گردنیں کاٹنے۔ ان کا بیج ناش کرنے ان کے گھروں کو لوٹنے ان کے کھیتوں کو آگ لگانے کی بدولت جیسا کہ وید منتروں سے اوپر ثابت کیا جا چکا ہے۔ تمام دنیا شعلہ نار بن رہی ہے۔ اور چاروں طرف ویدوں کی اس خطرناک تعلیم کے خوفناک شعلے زمین سے اُٹھ کر آسمان کی طرف جا رہے ہیں اور دنیا اس عملی ویدک دھرم کے بھاری بوجھ کے نیچے پسی جا رہی ہے۔ اور مر رہی ہے۔ ویدک دھرم کی اس عملی پرچار کی آگ میں گھی کی آہوتی ڈالنا مسٹر ہیوم کے الفاظ میں بنی نوع انسان کے ساتھ غداری کرنا ہے سوامی دیانند نے ویدوں کو اٹھایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ انھوں نے سوائے ان کے جو ویدوں کو خدا کا کلام مانتے تھے باقی تمام مذہبی دنیا کو اور تمام مذاہب کے مقدسین کو تلوار سے نہیں بلکہ شمشیر سے بے دریغ تہ تیغ کر دیا جس نے ویدوں کے سامنے سر جھکایا اسی نے ساری مذہبی دنیا

کے ساتھ ہنگامہ کارزار شروع کر دیا۔ وہ سوسائٹی جو ویدوں کو خدا کا کلام مان رہی ہے۔ وہ صرف یہی نہیں کہ باقی تمام مذاہب کو اپنا دشمن خیال کر کے ویدوں کی تعلیم کے مطابق اُن کی بیخکنی میں مصروف ہے بلکہ اسی تعلیم کی بدولت اس کے ممبر آپس میں بھی ایک دوسرے کی ذلت و تحقیر تضحیک و تذلیل میں رات دن کوشاں رہتے اور تحریر و تقریر کے ذریعے ایک دوسرے کی تباہی اور بربادی کے منصوبے سوچتے رہتے ہیں چونکہ ویدوں میں جابجا یہی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ جو ہم سے دشمنی کرتے ہیں وہ فنا ہو جائیں اور جن سے ہم دشمنی کرتے ہیں وہ بھی فنا ہو جائیں اس لئے ان دعاؤں کو الہی دعائیں ماننے والے ایک دوسرے کی تباہی۔ بربادی۔ ذلت و تحقیر میں رات دن کوشاں نظر آتے ہیں پس ویدوں کی اندرونی تعلیم اور اس کے بدیہی نتائج پر نظر کر کے میں یہ نتیجہ نکالنے کے لئے مجبور ہوا ہوں کہ زہریلے درخت کا پھل قدرتاً زہریلا ہوتا ہے۔ ایسی تعلیم کو خداوند قدوس کی ذات والاصفات کی طرف منسوب کرنا مسٹر ہیوم کے الفاظ میں محض شرارت پھیلانا ہے۔

ختم شد